بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سیدنا

محمدن المصطفیٰ و علی آلہ المجتبیٰ و صحابتہ البررۃ التقیٰ و النقیٰ۔

امابعد! ہمارے دور میں منکرینِ حدیث جنہیں آج کل کی زبان میں پرویزی اور چکڑالوی کہا جاتا ہے وہ معتزلہ کی اتباع میں قبر کے ثواب و عذاب کے منکر ہیں۔ فقیر نے اپنے اسلاف صالحین رحمھم اللہ کی اتباع میں یہ رسالہ تیار کیا۔

جس میں الحمدللہ قرآن کی نصوص کے علاوہ عقلی دلائل سے عذاب و ثوابِ قبر ثابت کیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ منکرین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات بھی دیئے اِن کے علاوہ قبر کے متعلق کافی علمی مواد جمع کیا گیا ہے۔

وما توفيقي إلا باللّٰه العلى العظيم و صلى اللّٰه تعالىٰ على حبيبه الكريم و علىٰ آله وأصحابه أجمين

مولیٰ عزوجل بطفیلِ حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فقیر اور ناشرین کے لئے توشہ راہِ آخرت اور ناظرین و سامعین کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔

آمين بجاه حبيبه سيد المرسلين صلى اللّٰه عليه وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين۔

مردہ کو قبر میں داخل کرنے سے پہلے کی دعائیں

مردہ کی قبر اس کے لئے ایک نیا ملک ہے جیسے مسافر نئے ملک میں گھبراہٹ محسوس کرتا ہے یونہی مردہ کو قبر میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ بالخصوص گنہگار کو قبر کے سخت عذاب کا سامنا ہوتا ہے اس لئے میت کو دفناتے وقت مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھی جائے۔

(۱) بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب جنازہ قبر پر پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ اُس قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔ جب مردے کو قبر میں اُتارا جائے تو کہو:

بسم الله وفي سبيل الله، وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم، اللهم عبدك نزل بك، وأنت خير منزول به، خلف الدنيا خلف ظهره، فاجعل ما قدم عليه خيرا مما خلف، فإنك قلت: {ما عند الله خير للأبرار}[1]

1)مسند البزار, مسند علي بن ابي طالب, أبو سعيد الخدري عن علي, 123/2, رقم الحديث 480, مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة, الطبعة الأولى، بدأت 1988م، وانتهت 2009م.

(۲) طبرانی اور بیہقی نے "شعب" میں اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مرجائے تواُسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی لے جاؤ قبر کی طرف، اور اُس کے سر کی جانب سُورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے اور اُس کی قبر کی بائیں جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ [2]

(۳) طبرانی نے عبدالرحمن بن علاء بن لجلاح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی کہ، اے میرے بیٹے! جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یہ کہنا: بسم الله وعلى ملة رسول الله پھر مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے یہی سنا ہے۔ [3]

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو دفنایا تو کہا–"الٰہی! زمین کو اس کے دونوں کناروں سے خشک کردے اور جنت کے دروازے اِس کے لئے کھول دے اور اِس کو اِس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما"۔ [4]

(۵) سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب وہ مردے کو قبر میں رکھتے تو یہ فرماتے کہ "الٰہی! قبر کو اِس کے دونوں پہلوؤں سے دور کر اور روح کو اُوپر چڑھا اور اِس پر رحمت نازل فرما"۔ [5]

(۶) ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابنِ مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اُن کی لڑکی کے جنازے میں شریک تھا تو آپ نے اُس کو قبر میں اُتارتے ہوئے پڑھا بسم الله، وفي سبيل الله، وعلى ملة رسول الله اور جب مٹی برابر کی تو کہا: اللهم اجرها من الشيطن وعذاب القبر جب سب کام پورا ہو چکا تو قبر کے ایک طرف کھڑے ہوگئے اور کہا کہ "الٰہی! اِس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو دور فرمادے اور اِس کی روح کو اُوپر بلالے اور اپنی رضامندی اِسے عطا فرما"۔ پھر فرمایا کہ یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ [6]

---

2) شعب الإيمان, الصلاة على من مات من أهل القبلة, 471/11, رقم الحديث 8854, مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند, الطبعة الأولى، 1423 هـ 2003 م.

المعجم الكبير للطبراني, باب العين, عطاء بن أبي رباح عن ابن عمر, 444/12, رقم الحديث 13613, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

3) "امام طبرانی نے عبدالرحمن بن علاء بن لجلاح رضی اللہ عنہ کے والد سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی۔۔۔۔"۔

المعجم الكبير للطبراني, باب اللام, لجلاح ابو خالد, 220/19, رقم الحديث 491, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

4) "جنت کے دروازے اس کے لیے کھول دے" کے الفاظ امام ابن ابی شیبہ کی روایت میں نہیں ملے۔ ان کی روایت میں یہ الفاظ ملے ہیں "آسمان کے دروازے اس کی روح کے لیے کھول دے"۔

مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الجنائز, ما قالوا إذا وضع الميت في قبره, 19/3, رقم الحديث 11702, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى، 1409.

5) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ما يقال عند الدفن والتلقين, 108/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى، 1417هـ 1996م.

6) سنن ابن ماجه, كتاب الجنائز, باب ما جاء في إدخال الميت القبر, 495/1, رقم الحديث, 1553, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

السنن الكبرى للبيهقي, كتاب الجنائز, باب ما يقال إذا أدخل الميت قبره, 91/4, رقم الحديث 7061, دار الكتب العلمية، بيروت لبنات, الطبعة الثالثة، 1424 هـ 2003 م.

(۷)ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ وہ دفن کے وقت کہتے تھے بسم الله، وفي سبيل الله، وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم أفسح له في قبره، ونور له فيه، وألحقه بنبيه صلى الله عليه وسلم وأنت عنه راض غير غضبان۔[7]

(۸)ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت خثیمہ سے روایت کیا کہ بزرگانِ دین مردہ کو قبر میں اُتارتے وقت بسم الله، وفي سبيل الله، وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم، اللهم أجره من عذاب القبر، وعذاب النار، وشر الشيطان پڑھنا پسند فرماتے تھے۔[8]

(۹)طبرانی نے "کبیر" میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اُس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے، اے فلاں اِبنِ فلانہ۔ مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے سکے گا۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے، تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر ایسے ہی پکارے، تو کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔ لیکن تم اُسکی آواز نہ سن سکو گے۔ تو باہر والے کو کہنا چاہیے کہ "وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو" یعنی اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد اعبده ورسوله اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا نبی، اور اسلام کو اپنا دین اور قرآن کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اُس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ ہی اُس سے دریافت فرمائے گا۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسبت جنابِ حوّا کی طرف کر دیا کرو۔[9]

(۱۰)ابن مندہ نے ابو امامہ باہلی سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ، جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو ایک شخص میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہے کہ: يا صدي بن عجلان أذكر ما كنت عليه في الدنيا شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله۔[10]

(۱۱)سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا، انھوں نے کہا کہ جب مردے کی قبر تیار ہو جائے تو اُس وقت یہ کہنا مستحب ہے: يا فلان قل لا إله إلا الله۔ یہ تین مرتبہ کہا جائے يا فلان قل ربي الله ديني الإسلام ونبيي محمد ﷺ پھر واپس آجائے۔[11]

فائدہ: یا فلاں کے بجائے میت کا نام لیا جائے۔

---

7) مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الدعاء, ما يدعو به الرجل إذا وضع الميت في قبره, 106/6, رقم الحديث 29845, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى. 1409.

8) مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الدعاء, ما يدعو به الرجل إذا وضع الميت في قبره, 106/6, رقم الحديث 29844, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى. 1409.

9) المعجم الكبير للطبراني, باب الصاد, سعيد بن عبد الله الأودي عن أبي أمامة, 249/8, رقم الحديث 7979, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

10) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ما يقال عند الدفن والتلقين, 110/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

11) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ما يقال عند الدفن والتلقين, 111/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

(۱۲) آجری نے کہا کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا بھی مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اُس کے لئے دعا کی جائے "الٰہی! یہ تیرا بندہ ہے تو ہم سے زیادہ اِس کو جانتا ہے اور ہم تو اسکو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ اور الٰہی! تو نے اِس کو سوال کیلئے بٹھایا ہے، تو الٰہی! اس کو قول (یعنی جوابات) پر ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ تو نے دنیا میں اِس کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یا اللہ اِس پر رحم کر اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اِس کو عطا کرنا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں، اور ہم کو اِس کے بعد گمراہ نہ کر اور اِسکو اجر سے محروم نہ فرما"۔ [12]

(۱۳) ترمذی نے کہا کہ دفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دعا مانگنا سنت ہے، بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد، کیونکہ جماعت مسلمانوں کے لئے لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو، اور یہ وقت میت کے لئے ہولناکی کا ہے کیونکہ یہ سوالِ نکیرین کا وقت ہے۔ [13]

(۱۴) حضرت ابنِ سبرہ نے فرمایا کہ تم جب مجھے قبر میں اُتارو تو کہنا۔ اے اللہ اس قبر میں اور اس میں داخل ہونے والے میں برکت نازل فرما۔ [14] (ابنِ سعد)

قبر کے مختصر حالات

بظاہر تو یہی ہے کہ ہم میت کو ایک گڑھے میں دبا کر واپس آجاتے ہیں لیکن اُسکے متعلق یہ کبھی نہیں سوچا کہ اُس گڑھے میں میت کے ساتھ کیا گزری اُس کے متعلق غیب کی خبریں دینے والے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ بتایا ہے اُسے پڑھیئے اور پھر خود بھی اپنی قبر کے لئے زادِ راہ کا بندوبست کیجئے۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) امام احمد اور ترمذی نے نوادرالاُصول میں اور بیہقی نے کتاب القبر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اُنہوں نے کہا کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبر پر پہنچے تو اُس کے ایک طرف بیٹھ گئے اور اُس کو دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ اِس میں مومن کو اِس طرح دبایا جاتا ہے کہ اُس کی پسلیاں اُکھڑ جاتی ہیں اور کافر کی قبر کو آگ سے بھر دیا جاتا ہے۔ [15]

---

12) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ما يقال عند الدفن والتلقين, 111/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى, الطبعة الأولى، 1417ھ 1996م.

13) "دعا مانگنا سنت ہے" کے الفاظ نہیں ملے۔ "دعا مانگنا میت کی مدد ہے" کے الفاظ ملے ہیں۔

نوادر الأصول في أحاديث الرسول, الأصل التاسع والأربعون والمائتان في مسألة التثبيت للميت عند الدفن, 226/3, دار الجيل بيروت.

14) الطبقات الكبرى لابن سعد, رقم الترجمة 1979, النزال بن سبرة, 146/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1410ھ 1990م.

15) مسند احمد, أحاديث رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم, حديث حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله عليه وسلم, 444/38, رقم الحديث 23457, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421ھ 2001م.

نوادر الأصول في أحاديث الرسول, الأصل الرابع والعشرون والمائة في ضغطة القبر وعذابه, 100/2, دار الجيل بيروت.

إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 85/1, رقم الحديث 115, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.

(۲)احمد اور اِبنِ جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، قبر دباتی ہے اور اگر اِس سے کسی کو نجات مل سکتی تھی تو وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔[16]

(۳)امام احمد اور حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ جب سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی طویل تسبیح پڑھی پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس صالح انسان کی قبر تنگ ہوگئی تھی تو اللہ نے اس کی وجہ سے کشادہ فرمادیا۔[17]

(۴)حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر کوئی عذابِ قبر سے محفوظ رہ سکتا تھا تو وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ لیکن قبر نے اُن کو دبایا، اور پھر چھوڑ دیا۔[18]

(۵)نسائی اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا، یہ وہ ہیں کہ عرشِ الٰہی اِن کے لئے حرکت میں آگیا اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ پھر قبر نے اِنکو دبایا اور چھوڑ دیا۔ حسن کہتے ہیں کہ عرشِ الٰہی اُنکی روح کی آمد میں خوش ہوا۔ اور حرکت کرنے لگا۔[19]

---

16) مسند احمد, مسند النساء, مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنهما, 327/40, رقم الحديث 24283, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421 هـ 2001 م.
إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 82/1, رقم الحديث 106, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.

17) مسند احمد, مسند المكثرين من الصحابة, مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه, 278/23, رقم الحديث 15029, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421 هـ 2001 م.
نوادر الأصول في أحاديث الرسول, الأصل المائتان والخمسون في بر الوالدين, 233/3, دار الجيل بيروت.
المعجم الكبير للطبراني, باب السين, سعد بن معاذ الأنصاري ثم الأشهلي, باب اهتز العرش لموت سعد بن معاذ, 13/6, رقم الحديث 5346, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.
إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 84/1, رقم الحديث 113, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.

18) نوادر الأصول في أحاديث الرسول, الأصل الرابع والعشرون والمائة في ضغطة القبر وعذابه, 103/2, دار الجيل بيروت.
المعجم الكبير للطبراني, باب العين, أحاديث عبد الله بن العباس بن عبد المطلب إلخ, زياد مولى ابن عياش عن ابن عباس, 334/10, رقم الحديث 10827, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.
إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 84/1, رقم الحديث 112, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.

19) السنن الكبرى للنسائي, كتاب الجنائز, ضمة القبر وضغطته, 474/2, رقم الحديث 2193, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة الأولى، 1421 هـ 2001 م.
إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 83/1, رقم الحديث 109, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.
دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة للبيهقي, باب دعاء سعد بن معاذ رضي الله عنه في جراحته إلخ, 28/4, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة: الأولى 1405 هـ.

(۶) حکیم ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا کہ اُمَیَّہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ اس سلسلہ میں تم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون سا قول یاد ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے میں کچھ کوتاہی کرتے تھے۔[20]

(۷) طبرانی نے انس سے روایت کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنھا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو ہم اُنکے جنازے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی غمگین تھے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوڑی دیر قبر پر بیٹھ کر آسمان کی جانب دیکھنے لگے، پھر قبر سے اُتر آئے اور غم اور زیادہ ہو گیا، پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم ہو گیا اور تبسم فرمانے لگے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں قبر کے دبانے کو یاد کر رہا تھا اور زینب کی کمزوری کو، یہ بات مجھ پر دشوار گزری تو پہلے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ قبر کے دبانے میں کمی کر دی جائے تو دعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے زینب کو اِتنا دبایا کہ اُس کے دبانے کی آواز کو اِنس وجن کے علاوہ ہر چیز نے سنا۔[21]

(۸) طبرانی نے سند صحیح سے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ، ایک بچہ دفن کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔[22]

(۹) ہنّاد بن سری "زہد" میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہ بچا، حتیٰ کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی کہ جن کا ایک رومال بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[23]

(۱۰) علی بن معبد نے ایک شخص سے روایت کیا اُنہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس تھا تو ایک بچے کا جنازہ گزرا۔ آپ رونے لگیں۔ میں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ اس بچے پر قبر کے دبانے سے شفقت کرتے ہوئے۔[24]

---

20) إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 85/1, رقم الحديث 114, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1405.
نوادر الأصول في أحاديث الرسول, الأصل الرابع والعشرون والمائة في ضغطة القبر وعذابه, 102/2, دار الجيل بيروت.
شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 112/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى، الطبعة الأولى، 1417هـ 1996م.

21) المعجم الكبير للطبراني, باب الألف, أنس بن مالك الأنصاري خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم, ومما أسند أنس بن مالك رضي الله عنه, 275/1, رقم الحديث 745, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

22) المعجم الكبير للطبراني, باب الخاء, خالد بن زيد بن كليب أبو أيوب الأنصاري بدري, البراء بن عازب عن أبي أيوب, 121/4, رقم الحديث 3858, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

23) الزهد لهناد بن السري, باب في قوله تعالى {مَعِيشَةً ضَنْكًا} [طه: 124], 215/1, رقم الحديث 356, دار الخلفاء للكتاب الإسلامي الكويت, الطبعة الأولى، 1406.

24) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 113/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى، الطبعة الأولى، 1417هـ 1996م.

(۱۱)عمر بن شبہ نے کتاب المدینہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے دبانے سے کسی نے نجات نہ پائی مگر فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنھا نے۔ تو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نہ آپ کے بیٹے قاسم نے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نہ ابراھیم نے۔[25]

(۱۲)ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے عبد المجید بن عبد العزیز سے روایت کیا کہ عبد العزیز نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے غلام نافع کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو وہ رونے لگے تو اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ میں سعد اور قبر کے دبانے کو یاد کرکے روتا ہوں۔[26]

فائدہ: امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھ کر کہا کہ انبیاء علیہم السلام کو قبر دبایا نہیں کرتی۔ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دبانا بھی ایسے تھا جیسے ماں بیٹے یا دوست دوست کو دباتا ہے۔ یونہی ہر محبوبِ خدا کا حال ہے جیسا کہ ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں کہا کہ، قبر کے دبانے سے نہ اچھے محفوظ رہیں گے اور نہ برے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور مسلمان کو ابتداء میں قبر دبائے گی اور پھر کشادہ ہو جائے گی۔ اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔[27] (شرح الصدور مع اضافہ اُویسی غفرلہٗ)

(۱۳)حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر کا دبانا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو، اس سے کوئی نہ کوئی خطا ضرور ہوتی ہے، تو یہ قبر کا دبانا اس کی جزا میں ہے۔ اس کے بعد رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیشاب کے بارے میں کوتاہی کرتے تھے لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے قبر کے دبانے کا ہم کو علم نہیں اور نہ ہی ان سے سوال کا کچھ علم ہے کیونکہ وہ ہر طرح سے پاک و منزہ ہیں۔[28] اسکی وضاحت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

فائدہ: امام سبکی نے بحر الکلام میں فرمایا کہ اطاعت گزار مومن کیلئے عذابِ قبر نہ ہوگا لیکن قبر کا دبانا ہوگا۔ چنانچہ وہ اسکی ہولناکی کو پائے گا، کیونکہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا لیکن یہ دبانا بھی عذاب کی حیثیت سے نہیں بلکہ محبت کے رنگ میں ہوگا چنانچہ ابن ابی الدنیا نے تیمی سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ، قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اسی سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ دراز تک اس سے غائب ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ انکو بالکل اس طرح دبائے گی جیسے ماں اپنے مدت کے چھوٹے ہوئے بچے کو دباتی ہے تو جو اطاعتِ الٰہی بجالاتا ہے اس کو بطور محبت دباتی ہے اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بطور ناراضی دباتی ہے۔[29]

---

25)تاريخ المدينة لابن شبة , ذكر مواضع قبور ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ , 123/1 , 1399 هـ.
شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور , باب ضمة القبر لكل أحد , 114/1 , دار المعرفة لبنان , الطبعة الأولى . الطبعة الأولى ، 1417هـ1996م .
26)تاريخ دمشق لابن عساكر , حرف النون , نافع ابو عبد الله , 439/61 , 440 , دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع , 1415 هـ 1995 م .
المحتضرين لابن أبي الدنيا , باب الجزع عند الموت مخافة سوء المرد , 171/1 , دار ابن حزم بيروت لبنان , الطبعة الأولى ، 1417هـ 1997م .
27)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور , باب ضمة القبر لكل أحد , 114/1 , دار المعرفة لبنان , الطبعة الأولى . الطبعة الأولى ، 1417هـ1996م .
28)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور , باب ضمة القبر لكل أحد , 115/1 , دار المعرفة لبنان , الطبعة الأولى . الطبعة الأولى ، 1417هـ1996م .
29)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور , باب ضمة القبر لكل أحد , 115/1 , دار المعرفة لبنان , الطبعة الأولى . الطبعة الأولى ، 1417هـ1996م .

(۱۴) بیہقی، ابن مندہ، دیلمی اور ابن نجار نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر کیا ہے، مجھے کسی چیز میں مزا نہیں آتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے آنکھوں میں اثمد کا سرمہ، اور قبر کا دبانا ان کے لئے ایسا ہے جیسا ماں اپنے اس بچہ کا سر دباتی ہے جس کے سر میں درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہو، قبر ان کو اس طرح کچلے گی جس طرح پتھر انڈے کچل دیتا ہے۔[30]

قبر سے نجات کے اسباب

(۱) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ انسان کے گناہ دس چیزوں سے معاف ہوتے ہیں:

(۱) جب توبہ کرے توبہ قبول ہو جائے۔ (۲) جب استغفار کرے اور مغفرت ہو جائے (۳) یا جب نیکیاں کرے کہ بدیاں مٹ جائیں (۴) یا جب دنیاوی تکالیف آئیں کہ اخروی تکالیف ختم ہو جائیں (۵) یا جب برزخ کا عذاب ہو تو گناہ مٹ جائیں (۶) یا جب اس کے مسلمان بھائی اس کے لئے دعائے مغفرت کریں (۷) یا اپنے اعمال کے ثواب کا بدلہ کریں جس سے اس کو نفع ہو (۸) یا جب میدان قیامت میں اس پر ایسی ہولناکی ہو کہ اس کے گناہ مٹ جائیں (۹) یا اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور (۱۰) خدا تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو۔[31]

(۲) ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں عبد اللہ بن شخیر سے روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، جس نے اپنے قَرِیبُ المَرگ (موت کے قریب) ہونے پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لیا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ ہوا اور ملائکہ اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط سے پار کرا دیں گے۔[32]

(۳) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں ولید بن عمر بن وساج سے روایت کیا ہے کہ قبر میں انسان کو سب سے پہلے اپنے پاؤں کے پاس حرکت معلوم ہوتی ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ تو کون ہے؟ جواب ہوتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔[33]

30) إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي, باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر, 85/1, رقم الحديث 109, دار الفرقان عمان الأردن, الطبعة الثانية, 1405.
شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 115/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى, الطبعة الأولى, 1417ھ 1996م.

31) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 115/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى, الطبعة الأولى, 1417ھ 1996م.

32) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء, الطبقة الأولى من التابعين, يزيد بن عبد الله ومنهم أبو العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير إلخ, 213/2, دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع, بيروت.

33) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 116/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى, الطبعة الأولى, 1417ھ 1996م.

(۴)ابن ابی الدنیانے یزیدر قاشی سے روایت کیا۔انہوں نے فرمایا کہ قبر میں میت کے پاس سب سے پہلے اسکے اعمال آتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی طاقت عطافرماتاہے تووہ کہتے ہیں کہ اے قبر کے گڑھے میں تنہا ٹھہرنے والے بندے آج تیرے رشتہ دار اور دوست ختم ہوگئے اب ہمارے بغیر تیرا کوئی خبر گیر نہیں ہے۔ (34)

(۵)ابن ابی الدنیانے عطاء بن یسار سے روایت کیا کہ جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اسکا عمل اس کی بائیں ران کی طرف آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔مردہ پوچھتا ہے کہ میرے عزیز و اقارب کہاں ہیں؟-اور میری نعمتیں کہاں ہیں؟ تو عمل کہتا ہے کہ یہ سب دنیا میں رہ گئے اور میرے سوا تیری قبر میں کوئی نہ آیا۔ (35)

(۶)احمد بن ابن حواری نے کہاہم سے ابراھیم بن فضل نے بیان کیا۔انہوں نے ابوالملیح سے روایت کیا کہ جب مردہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کے لئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھااور اللہ سے نہ ڈرتا تھا۔ (36)

قبر کا میت سے خطاب

(۱)ترمذی نے ابوسعید سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایالذتوں کے توڑنے والی چیز موت کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اور مٹی کا گھر ہوں۔اور جب مومن دفن ہو جاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں سب سے زیادہ عزیز تھااور اب تو مجھ میں سما گیا ہے تو اب تو میرا برتاؤاپنے ساتھ دیکھ لے گا۔پھر وہ قبر اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔اور اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔اور جب کافر مردہ دفن ہوتا ہے تو قبر افسردگی کا اظہار کرتی ہے،اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے براتھااور اب تو مجھ میں آگیاتو اب تو میرا برتاؤاپنے ساتھ دیکھ لے گا۔تو اب وہ قبر اس پر بند ہو جاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔راوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایااور فرمایا کہ اللہ تعالی اس پر ستر اژدہے مقرر فرمادیتاہے ان میں اگر کوئی ایک بھی زمین پر ایک پھنکار ماردے تو وہ کبھی سبزہ نہ اگائے۔ایسے اژدہے اسے کاٹیں گے یہاں تک کہ حساب کادن آجائے گا۔راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یاتوجنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (37)

---

34)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 116/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى, 1417ھ1996م.

35)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 116/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى, 1417ھ1996م.

36)شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب ضمة القبر لكل أحد, 116/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى, 1417ھ1996م.

37)سنن الترمذي, أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, 639/4, رقم الحديث 2460, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395 ھ 1975 م.

(۲) طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ،ایک دن ایسا آئے گا کہ جب قبر بہ زبان فصیح پکار کر کہے گی کہ اے انسان! تو نے مجھ کو کیوں کر بھلا دیا ہر شخص کے لئے میں تنہائی، مسافری، وحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، سوائے اس شخص کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے کشادہ کر دیا ہو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ [38]

(۳) ابو نعیم نے ابو الحجاج ثمالی سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ خرابی ہو تیرے لئے کیا تو نہیں جانتا کہ میں فتنہ، تاریکی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اے انسان تو میرے پاس سے اکڑتا ہوا گزرتا تھا۔ اگر مردہ نیک ہو گا تو قبر میں جواب دینے والا فرشتہ جواب دے گا کہ اگر یہ مردہ نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہو تو کیا ہو گا؟ قبر کہے گی کہ تب تو میں اس کے لئے راحت بن جاؤں گی اور اس کا تمام جسم نور سے معمور ہو جائے گا اور اس کی روح بارگاہِ خداوندی میں چلی جائے گی۔ [39]

(۴) ابن مندہ نے کتاب الارواح میں بسند مجاہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اچھی صورت اور خوشبو میں مہکتا ہوا آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے جنت کی خوشبو اور کفن لاتے ہیں اور اس سے کچھ دور بیٹھ جاتے ہیں، پس موت کا فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے۔ جونہی وہ روح ملک الموت کے پاس آتی ہے جلدی سے وہ دونوں فرشتوں کے پاس آجاتی ہے تو وہ دونوں اس کو جنت کی خوشبو اور کفن میں رکھ کر جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اسکو اچھے نام سے پکار کر کہتے ہیں کہ یہ خوشبو دار روح کس کی ہے۔ تو بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں بندے کی روح ہے۔ اب وہ جس آسمان پر بھی گزرتے ہیں وہاں کے مقرب فرشتوں کو ہمراہ لے جاکر اُسے عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے اعمال عِلّیّون سے نکالے جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کر کے فرماتا ہے کہ گواہ رہو، میں نے اس عامل شخص کو بخش دیا اور اس کی کتابِ اعمال کو مہر لگا کر عِلّیّون میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے اِن سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کو اُسی مٹی سے اٹھاؤں گا۔ پس جب مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تو میں تجھے پسند کرتی تھی اب جبکہ تو میرے پیچ میں آگیا ہے تو کیا حال ہو گا۔

اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گی؟ تو اس کے لئے اس کی قبر زیادہ سے زیادہ کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کے پیر کے پاس ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے اسے دیکھ! اور ایک دروازہ سر کی جانب کھول دیا جاتا ہے اور کہا

---

38) المعجم الأوسط للطبراني , باب الميم , من اسمه مسعود , 272/8 , رقم الحديث 8613 , دار الحرمين القاهرة.

39) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء , الطبقة الأولى من التابعين , أبو بكر الغساني ومنهم المتعبد الرباني أبو بكر بن أبي مريم الغساني , 90/6 , دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت.

جاتا ہے کہ اب وہ دیکھو جو اللہ نے تم سے ہٹا دیا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب ٹھنڈی آنکھوں سے سو جا۔ لیکن اس کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ قیامت جلد از جلد ہو جائے۔ [40]

(۵) ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مردے کے ساتھ آنے والے چلتے ہیں تو مردہ بیٹھ کر ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے اور اس کی قبر سے پہلے کوئی ہم کلام نہیں ہوتا۔ قبر کہتی ہے کہ اے ابن آدم! کیا تو نے میرے حالات نہ سنے تھے کہ کیا تو میری تنگی، بدبو، ہولناکی اور کیڑوں سے نہ ڈرایا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر تو نے کیا تیاری کی؟ [41]

(۶) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انسان کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے:

کہ کیا تو نے سنا نہیں کہ میں تاریکی، تنہائی کا گھر ہوں؟ اے ابن آدم! تو میرے ارد گرد چلنے کے باوجود کس چیز پر اِتراتا تھا اگر مردہ مومن ہو گا تو اس کی قبر کو کشادہ کیا جاتا ہے اور اس کی روح کو آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ [42]

(۷) ابن ابی شیبہ نے یزید بن شجرہ سے روایت کیا کہ قبر فاجر و کافر سے کہے گی کہ، کیا تو نے میری تاریکی، میری وحشت تنہائی، تنگی اور غم کو یاد نہ کیا؟ [43]

(۸) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا کہ قبر مردے سے کہتی ہے کہ اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو آج میں تیرے لئے راحت ہوتی اور اگر نافرمان ہے تو میں تیرے لئے عذاب ہوں، میں وہ گھر ہوں کہ جو مجھ میں اطاعت گزار ہو کر داخل ہوا تو وہ مجھ سے خوش ہو کر نکلے گا اور جو نافرمان و گنہگار ہو گا، وہ مجھ سے بری حالت میں نکلے گا۔ [44]

(۹) ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ قبر کی ایک زبان ہے جس سے وہ کہتی ہے کہ اے انسان تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا، کیا تو میرے بارے میں نہ جانتا تھا کہ میں وحشت، غربت، کیڑوں اور تنگیوں کا گھر ہوں۔ [45]

(۱۰) ابو بکر بن عبد العزیز بن جعفر فقیہ حنبلی "كتابُ المثاني في الفقه" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم شیرازی نے کہا اور انہوں نے اپنی سند سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے جب قبرستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ

---

40) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 118/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

41) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 118/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

42) مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الزهد, كلام عبد الله بن عمرو رضي الله عنه, 128/7, رقم الحديث 34714, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى. 1409.

43) مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الزهد, كلام إبراهيم التيمي, 161/7, رقم الحديث 34978, مكتبة الرشد الرياض, الطبعة الأولى. 1409.

44) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 119/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

45) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 119/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

قبر ابھی تک نہیں کھودی ہے تو ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قبر کے گرد بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ کر اینٹیں برابر کر دی جاتی ہیں تو قبر کہتی ہے کہ اے مردے کیا تجھ کو علم نہ تھا کہ میں غربت تنہائی اور کیڑوں کا مسکن ہوں؟ تو تو نے کیا تیار کیا ہے۔ [46]

(۱۱) عمر بن ذر سے مروی ہے کہ جب مسلمان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو وہ اس کو پکار کر کہتی ہے کہ فرمانبردار ہے یا نافرمان ہے۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر کے گوشے سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ "اے قبر! تو اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور اس کے لئے رحمت بن جا۔ کیونکہ یہ اللہ کا سب سے اچھا بندہ تھا اور اب یہ بزرگی کا حقدار ہے"۔ [47]

(۱۲) ابن ابی الدنیا نے "قبور" میں محمد بن صبیح سے روایت کیا جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اس کے مردے پڑوسی اس کو پکار کر کہتے ہیں:

کہ اے دنیا سے آنے والے کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی، کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی گنجائش تھی، لیکن تو نے وقت ضائع کیا۔ قبر کے گوشے اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ، اے زمین پر اِترا کر چلنے والے کیا مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے؟ [48]

(۱۳) بیہقی نے "شعبُ الایمان" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں؟ ایک دن تو وہ جب بشارت دینے والا تمہارے پاس آئے گا اللہ تعالیٰ کی رضامندی یا اس کی ناراضی کا پیغام لیکر، اور دوسرا دن وہ جب کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو گے اور تمہارا نامۂ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں۔ اور راتوں میں سے ایک رات وہ جب میت اپنی قبر میں پہلی رات گزارے گی، یہ رات وہ ہو گی کہ اس سے پہلے ایسی رات کبھی نہ آئی ہو گی اور ایک وہ کہ جس کی صبح قیامت قائم ہو گی کہ اس کے بعد کبھی رات نہ ہو گی۔ [49]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا؟ کیا تجھے نہیں معلوم؟ کہ میں فتنہ کا گھر ہوں۔ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ تو کس گھمنڈ میں تھا جب تو لوگوں کو دھکا دیتا ہوا میرے اوپر سے گزرتا تھا۔ تو اگر مُردہ نیک و صالح ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اسکی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے کہ اے قبر! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی با

46) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 119/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

47) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 120/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

48) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور, باب مخاطبة القبر للميت, 120/1, دار المعرفة لبنان, الطبعة الأولى. الطبعة الأولى. 1417ھ 1996م.

49) شعب الإيمان, الزهد وقصر الأمل, 214/13, رقم الحديث 10215, مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند, الطبعة الأولى. 1423ھ 2003م.

توں کا حکم دیتا تھا۔اور بری بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔یہ سن کر قبر کہتی ہے کہ یہ اگر ایساہی تھاتواب میں اس کے پاس ہریالی لاؤنگی۔اور اس کا بدن نور ہو کر دوبارہ مجھ سے نکلے گا۔اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے دربارِ رحمت تک رسائی حاصل کرے گی۔[50](احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۲)عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میت سے بوقتِ دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں۔میں تنہائی کا گھر ہوں۔میں بیکسی کا گھر ہوں۔اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا۔تو آج میں تیرے لئے رحمت بن جاؤنگی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لئے عذاب بن جاؤنگی۔میں وہ جگہ ہوں کہ خدا کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مَسرُور(خوش)ہو کر نکلتے ہیں۔اور خدا کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہو کر رنجیدہ وغمزدہ ہو کر نکلتے ہیں۔[51](احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۳)محمد بن صبیح علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو دوسرے مردے اس سے کہتے ہیں کہ اے شخص!کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت نہیں حاصل کی۔ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے۔لیکن تو تو زندہ تھا۔اور تجھ کو کافی مہلت ملی۔لیکن تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے!تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے۔حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء واحباب لوگوں کو اس منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔[52](احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۴۲۳)

(۴)حضرت کعب علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبراتا ہے۔اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز،روزہ، زکوٰۃ،حج،جہاد،صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔انھوں نے فرمایا کہ قبر میں عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آکر کھڑی ہو جاتی ہے کہ ہٹو تم کچھ نہیں کر سکتے۔اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں۔تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ ہٹو۔تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لئے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں۔تو حج وجہاد راستہ روک لیتے ہیں۔کہ اس نے خدا کے لئے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا۔پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔اور رحمت کے فرشتے آجاتے ہیں۔اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے وسیع کر دی جاتی ہے۔اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے۔جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔[53](احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۲۳۔۲۴)

سوالات وجوابات

---

50)إحياء علوم الدين , الباب السابع في حقيقة الموت إلخ , بيان حقيقة الموت , 498/4 , دار المعرفة بيروت.

51)إحياء علوم الدين , الباب السابع في حقيقة الموت إلخ , بيان حقيقة الموت , 498/4 , دار المعرفة بيروت.

52)إحياء علوم الدين , الباب السابع في حقيقة الموت إلخ , بيان حقيقة الموت , 498/4 , دار المعرفة بيروت.

53)إحياء علوم الدين , الباب السابع في حقيقة الموت إلخ , بيان حقيقة الموت , 498/4 , دار المعرفة بيروت.

تمهید: ہم بار ہا قبرستانوں کو دیکھتے ہیں بظاہر ان میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے نظر آتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق یہ ٹیلے بتاتے ہیں کہ ان کے اندر انسان ہیں جو کبھی ہماری طرح اس دنیا میں رہتے تھے اب وہ دنیا میں نہیں کسی دوسرے جہاں میں ہیں۔ اس جہاں کا نام برزخ ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے (قبریں) ہماری عبرت کے لئے بنائے گئے تاکہ ہم اس دنیا میں وہ کام کریں جو ہمیں قبر میں فائدہ دیں وہ کام نہ کریں جو قبور عذاب کا سبب بنیں۔ اسلام میں قبر کا ثواب وعذاب کا عقیدہ حق ہے لیکن دور سابق میں معتزلہ اور ہمارے دور میں منکرین حدیث یعنی پرویزی عذاب قبر کے، اس کی تنگی وکشادگی کے اور اس بات کے کہ قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے، یا جنت کا باغیچہ اور قبر میں مردے کے اٹھنے کے قائل نہیں۔

سوال: منکرین کہتے ہیں کہ جب قبر کھول کر دیکھتے ہیں تو وہاں نہ اندھے اور گونگے فرشتے دیکھتے ہیں جو لوہے کے ہتھوڑوں سے مردے کو مار رہے ہوں، نہ وہاں سانپ واژدھے نظر آتے ہیں اور نہ وہاں آگ بھڑکتی دکھائی دیتی ہے بلکہ لاش میں کوئی تَغَیُّر (تبدیلی) نہیں پاتے، اور اگر مردے کی آنکھوں پر پارا اور سینے پر رائی رکھ دیں تو پھر بھی اسے اپنی حالتِ سکون پر ہی پاتے ہیں۔ اسی طرح قبر کی تنگی اور کشادگی مشاہدہ کے خلاف ہے۔ قبر جس قدر کھودی جاتی ہے، جب اسے کھول کر دیکھتے ہیں تو اسی قدر پاتے ہیں۔ پھر تنگ قبر میں مردہ اور فرشتے اور مانوس یا غیر مانوس شکل والے عمل کیسے سما سکتے ہیں اور جو بات عقل ومشاہدہ کے تقاضوں کے خلاف ہو وہ یقیناً غلط ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پھانسی کے تختے پر کبھی مدت تک لاش لٹکی رہتی ہے نہ اس سے سوال وجواب ہوتا ہے نہ اس میں حرکت پائی جاتی ہے اور نہ اس کا جسم آگ سے جلتا ہے۔ پھر جس کو درندے کھا گئے یا پرندے ہضم کر گئے اور ان کے اجزاء درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں اور مچھلیوں کے معدوں میں ہضم ہو کر منتشر ہو گئے۔ یا جنہیں جلا کر ان کی راکھ ہوا یا سمندر یا نہروں میں بہادی گئی، تو ان اجزاء سے جبکہ وہ متفرق ہو کر گم ہو گئے، کیونکر سوال ہوتا ہے؟ اس کے سامنے کیونکر فرشتے آتے ہیں۔

اس کی قبر کیونکر جہنم کا گڑھا یا جنت کا باغیچہ بنتی ہے اور کیونکر اسے دبوچتی ہے؟ اس سلسلے میں کچھ باتیں بیان کرتے ہیں جن سے ان تمام اعتراضوں کا جواب ملتا ہے۔

جوابات

جواب نمبر 1: انبیائے کرام علیہم السلام نے ایسی خبریں نہیں دیں جنہیں عقل محال سمجھتی ہو اور قطعی طور پر انھیں ناممکن جانتی ہو۔ بلکہ انہوں نے دو قسم کی خبریں دی ہیں۔ بعض تو ایسی خبریں ہیں جنھیں عقلِ سلیم اور فطرتِ مستقیم بھی مانتی ہے اور ان کی سچائی بھی گواہی دیتی ہے اور بعض ایسی ہیں جن کا ادراک مُجرَّد (تنہا) عقل نہیں کر سکتی مثلاً عالم غیب کی خبریں، برزخ وقیامت کی تفصیلات اور عذاب وثواب کی جزئیات وغیرہ۔ انبیاء کی دی ہوئی خبریں ہر گز عقلوں کے نزدیک محال نہیں۔ جس خبر کے متعلق یہ گمان ہو کہ یہ عقل کے محال ہے وہ دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ جھوٹی خبر ہے انبیاء کی دی ہوئی نہیں بلکہ انکی طرف منسوب کر دی گئی ہے یا عقل فاسد ہے۔ جو ایک شیطانی شبہ کو معقول صریح سمجھ رہی ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا: وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ [54] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب کے پاس سے اترا ہے اسی کو اہلِ علم بر حق سمجھتے ہیں اور وہی غالب وخوبیوں والے اللہ کی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

فرمایا: اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ الخ [55] کیا پھر وہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتری ہوئی باتوں کو بر حق سمجھتا ہے ایک اندھے کی طرح ہے۔

فرمایا: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ [56] جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان باتوں سے خوش ہوتے ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترتی ہیں اور بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بعض باتوں کا انکار کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اذہان محال باتوں سے خوش نہیں ہوتے۔ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ الخ [57]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے نصیحت اور دلوں کی شفا آگئی اور وہ مومنوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادیں کہ لوگوں کو اللہ کے انعام ورحمت پر خوش ہوجانا چاہیے۔

ظاہر ہے کہ محال میں نہ تو شفا ہے نہ ہدایت ورحمت ہے اور نہ اس سے خوش ہوا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس قسم کے شکوک اُسے ہوتے ہیں جس کے دل میں ایمان نے جڑیں نہیں پھیلائیں۔ اور جس کے قدم اسلام پر نہیں جمے۔ اسی وجہ سے اس کا دل ڈانواں ڈول ہوتا ہے اور حیرت وشک میں مبتلا رہتا ہے۔

جواب نمبر 2: بلا کمی بیشی کے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کا ایسا مطلب نہیں لینا چاہئے جسے وہ برداشت نہ کرسکے۔ یا اس سے وہ مطلب نکلتا نہ ہو۔ اس اصول کو چھوڑنے سے اور اس سے ہٹنے ہی کی وجہ سے بے شمار غلطیاں اور گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ الٹی سمجھ ہی تمام بدعتوں اور گمراہیوں کی جڑ ہے۔ اور اصول وفرع میں ہر غلطی کی ضامن ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ بدنیتی بھی ہو۔ کبھی اتفاق سے بعض مسائل میں بڑے لوگوں کی طرف سے الٹی سمجھ کا ظہور ہوتا ہے حالانکہ ان کی نیت اچھی ہوتی ہے اور عقید تمندوں کی نیت بخیر نہیں ہوتی اور مسئلہ کچھ سمجھ لیا جاتا ہے اور دین اور دینداروں کی مٹی پلید ہوتی ہے۔ قدریہ، مرجیہ، خارجی، رافضی، معتزلہ، وہابی، ودیگر تمام گمراہ فرقوں کو الٹی سمجھ ہی نے گمراہ کیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں آکر دین کی مٹی پلید ہوئی۔ ان لوگوں نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور تابعین کی سمجھ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور نہ اس کی طرف دھیان دیا۔ کثرتِ امثلہ کی بناپر ہم نے مثالیں نہیں دیں ورنہ دس ہزار سے بھی زیادہ مثالیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ آپ شروع سے لے کر آخر تک قرآن حکیم پڑھ جائیں۔ آپکو حیرت ہوگی کہ ان گمراہ فرقوں نے کہیں بھی قرآن پاک کو شارع علیہ السلام کی مراد کے مطابق نہیں سمجھا۔ قرآن حکیم کو صحیح طور سے وہی سمجھے گا جو پہلے لوگوں کے خیالات معلوم کرے پھر انہیں قرآن پاک پر پیش کرے۔ لیکن جو الٹا معاملہ کردے کہ شرعی مسائل

---

[54] سبا: 6
[55] الرعد: 20
[56] البقرۃ: 121
[57] یونس: 57

لوگوں کی آراء(رائے) پر پیش کرنے لگے اور ان سے حسن ظن کی بنا پر دینی مسائل کو ان کے خیالات کے موافق بنانے کی کوشش کرے وہ ہدایت سے دور جا پڑے گا۔ ایسے مقلد کو اس کے خیالات پر چھوڑ دیجئے۔ الحمد للہ اللہ عزوجل نے اس بیماری سے آپ کو بچالیا ہے۔

جواب نمبر 3: حق تعالیٰ نے تین ہی گھر بنائے ہیں۔ دنیا، برزخ، آخرت اور ہر گھر کے مخصوص احکام بنائے ہیں۔ اور انسان کو جسم وروح سے مرکب فرمایا ہے۔ دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں اور روحیں ان کے تابع ہیں۔ اسی لئے احکام شرعیہ اقوال وافعال پر مرتب ہوتے ہیں۔ دلی خیالات پر نہیں۔ اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور جسم ان کے تابع ہوتے ہیں۔

غور کرو جیسے دنیوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں۔ اور اجسام کی راحت وتکلیف کا تمہیں احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اسباب کا براہ راست اجسام ہی سے تعلق ہے۔ اور بواسطہ اجسام کے روحیں بھی متاثر ہوتی ہیں ٹھیک اسی طرح برزخ میں راحت وتکلیف کا تعلق براہ راست روحوں سے ہوتا ہے اور بواسطہ ارواح کے اجسام سے ہوتا ہے۔ دنیا میں اجسام ظاہر ہیں اور ارواح پوشیدہ گویا بدن روحوں کی قبریں ہیں اور برزخ براہ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور ان کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں۔ پس اسی ایک نکتہ کو ذہن میں رکھو تمام اعتراضات رفع ہو جائینگے۔

عقلی دلیل: معتزلہ ہوں یا فلاسفہ، منکرینِ حدیث ہوں یا کوئی اور بد مذہب، وہ عقلی دلیل کو فوقیت دیتے ہیں اس مسئلہ میں بھی ہم انہیں عقلی دلیل دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہمیں اپنی ہدایت ومہربانی سے دنیا میں بھی برزخ کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ یعنی سونے والے کی حالت برزخ کا ایک نمونہ ہے۔ یعنی خواب میں جو مسرت یا تکلیف ہوتی ہے وہ براہ راست روح کو ہوتی ہے۔ اور روح کے واسطے سے بدن بھی متاثر ہوتا ہے اور کبھی یہ تاثیر اتنی قوی ہوتی ہے کہ مشاہدے میں بھی آجاتی ہے مثلاً کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے مار رہا ہے اور وہ چیخ رہا ہے جب جاگ گیا تو چوٹ کا نشان جسم پر موجود دیکھا۔ یا خواب میں دیکھا کہ میں نے کوئی چیز کھائی پھر بیدار ہو گیا تو اس کا ذائقہ اب تک محسوس کر رہا ہے بلکہ بھوک پیاس بھی جاتی رہتی ہے بعض دفعہ تو یہاں تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ خواب دیکھنے والا خواب ہی میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بیدار شخص کی طرح مارتا پکڑتا اور دھکے دیتا ہے حالانکہ وہ نیند میں ہوتا ہے اور ہر بات سے بے خبر ہوتا ہے کیونکہ جب روح متاثر ہوئی تو اس نے بدن سے باہر رہ کر بدن سے مدد مانگی کیونکہ اگر بدن میں داخل ہو جاتی تو وہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اور ہر بات محسوس کرنے لگتا۔ پھر جب حالتِ خواب میں ایک ادنیٰ قسم کے تجرُّد(تنہائی) سے روح براہِ راست متاثر ہونے لگتی ہے۔ تو برزخ میں جبکہ اعلیٰ قسم کا اور پورا پورا تجرد پایا جاتا ہے۔ بدرجہ اولیٰ براہ راست روح متاثر ہوتی ہے اور اس کے تاثر سے بدن بھی متاثر ہوتے ہیں کیونکہ موت آنے سے روح کا تعلق اجسام سے بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ یک گونہ تعلق قائم رہتا ہے۔ خواہ جسم جوں کے توں باقی ہوں یا اس کے اجزا پَراگَندَہ(مُنتشِر) ہو کر مٹی وغیرہ میں مل کر دوسری شکلیں اختیار کر چکے ہوں اور قیامت کے دن براہ راست اجسام وارواح دونوں متاثر ہوں گے۔ جب تم اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ جاؤ گے تو خود بخود مذکورہ بالا تمام اعتراضوں کا جواب سمجھ میں آجائے گا۔ اور یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ رسولِ معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام باتیں عقلِ سلیم کے عین مطابق اور برحق ہیں۔ اور الجھن، سُوءِ فہم اور کم علمی کی وجہ سے ہے۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جاست۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سو رہے ہیں مگر ایک کی روح نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہی ہے اور دوسرے کی روح عذابِ الیم میں مبتلا ہے۔ پھر دونوں جاگتے ہیں تو اپنے اپنے جسموں پر نعمت وعذاب کے نشانات دیکھتے ہیں۔ برزخ کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔

جواب نمبر 4: برزخ وآخرت کے معاملات حِسّ وادراک سے باہر ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے برزخ وآخرت کے معاملات دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھے ہیں ان تک حِسّ وادراک کی رسائی نہیں۔ اس کی کمال حکمت کا یہی تقاضا ہے تاکہ مسلمان اور کافروں میں اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں تمیز ہو جائے دنیا ہی میں عمر کی آخر گھڑی میں سکرات کے وقت فرشتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور دنیا سے جانے والا ہی انھیں دیکھتا ہے۔ فرشتے اس کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں اس سے بات چیت کرتے ہیں اُن کے پاس جنت کا یا جہنم کا کفن اور خوشبو یا بدبو بھی ہوتی ہے۔ یہ تیمارداروں کی دعا یا بددعا پر آمین بھی کہتے ہیں۔ مرنے والے کو سلام بھی کرتے ہیں اور وہ انھیں جواب بھی دیتا ہے اور اگرچہ بول نہیں سکتا اور اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے جواب دیتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض مرنے والوں کو سکرات کے وقت اہلاً وسہلاً ومرحباء آیئے آیئے تشریف لایئے! کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ ہم نے اپنے دور میں کئی بزرگوں کے متعلق سنا ہے کہ سکرات کے دوران آنے والے غیبی شخصیات سے باتیں کرتے اور انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ چند واقعات آخر میں عرض کرونگا۔ سابقہ دور کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

خیر النساج رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: ابن القیم تلمیذ ابن تیمیہ نے لکھا کہ آپ نے موت کے وقت فرمایا میں صبر کر اللہ پاک تمہیں عافیت عطا فرمائے تمہیں جو حکم ہے اس کے بغیر چارا نہیں اور میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے پھر پانی منگا کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر فرمایا۔ اب تم رب کے حکم کی تعمیل کرو۔ یہ فرما کر سُدھار گئے۔[58] (کتاب الروح)

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: آپکے متعلق کہتے ہیں عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس دن رخصت ہونے والے تھے اس دن فرمانے لگے مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ تیمارداروں نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا۔ رو کر فرمایا میں وہ ہوں جس نے تعمیلِ احکام میں کوتاہی کی اور گناہوں میں سرگرمی دکھائی یہ جملہ تین بار مکرر فرما کر کلمہ پڑھا اور سر اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا امیر المومنین آپ اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا میں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ پھر جان جانِ آفریں کو سونپ دی۔ (ابن ابی الدنیا)

مسلمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے سکرات کے وقت میں موجود تھا۔ آپ نے اشارے سے ہمیں باہر جانے کا حکم دیا۔ ہم سب باہر آکر بیٹھ گئے بس ایک خادم آپ کے پاس رہ گیا اس وقت آپ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ إلخ[59] ہم نے یہ آخرت کا گھر ان کے لئے بنایا ہے جو دنیا میں بلندی نہیں چاہتے اور گڑبڑ نہیں مچاتے اور اچھا انجام اللہ سے ڈرنے والوں ہی کا ہوتا ہے۔ بیشک تم نہ انسان ہو نہ جن پھر خادم نے باہر آکر ہمیں اندر آجانے کو کہا اب جو ہم اندر گئے تو آپ سُدھار چکے تھے۔[60]

---

58) كتاب الروح لابن القيم الجوزية , المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين , الفصل الأمر الرابع أن الله سبحانه جعل أمر الآخرة وما كان متصلا بها , 65/1 , دار الكتب العلمية بيروت.

59) القصص: 83

60) كتاب الروح لابن القيم الجوزية , المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين , الفصل الأمر الرابع أن الله سبحانه جعل أمر الآخرة وما كان متصلا بها , 65/1 , دار الكتب العلمية بيروت.

محمد بن واسع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ: حضرت فضالہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سکرات کے وقت موجود تھا۔ آپ ایک دم فرمانے لگے۔ اے میرے رب کے فرشتو آؤ ہر طرح کی طاقت و قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے اس وقت مجھے بڑی پیاری اور مست کُن خوشبو کی لپٹیں آئیں پھر آپ کی نگاہ پھٹ گئی اور سدھار گئے اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں۔[61]

قرآنی دلیل: لیکن سب سے زیادہ بلیغ و مؤثر اور جامع یہ آیت ہے فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ الخ[62] جب روح بدن سے کھینچ کر سینے میں آکر اٹک جاتی ہے اور اس وقت تم حسرت بھری نگاہوں سے تکا کرتے ہو اور ہم مرنے والے سے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن وہ تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔

فائدہ: سکرات دنیا کی آخری گھڑی ہے۔ اور برزخ کی پہلی گھڑی آنے والی ہے (اس وجہ سے مرنے والے سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں) اس وقت دنیا سے جانے والا جو چیزیں دیکھ رہا ہے وہ دنیا والوں کو نظر نہیں آتیں۔ پھر فرشتہ ہاتھ بڑھا کر روح سے خطاب کرتا ہے اور اسے قبض کر لیتا ہے۔ تیمار دار فرشتے دیکھتے ہیں نہ فرشتے کی بات سنتے ہیں پھر بدن سے روح نکل جاتی ہے اور سورج کی کرنوں کی طرح اس سے نور کی کرنیں اور مشک سے زیادہ مست کن خوشبو کی لپٹیں نکلنے لگتی ہیں موجود رہنے والے نہ نور کی کرنیں دیکھتے ہیں اور نہ انھیں خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ پھر فرشتوں کے جھرمٹ میں روح آسمان پر چڑھتی ہے مگر کوئی فرشتوں کو نہیں دیکھتا پھر روح واپس آکر بدن کو غسل دیئے جانے اور کفن پہنائے جانے کا اور قبرستان کی طرف لے جائے جانے کا مشاہدہ کرتی ہے اور کہتی ہے جلدی سے لے چلو یا مجھے کہاں لے جارہے ہو۔ لیکن اس کی آواز کسی کو بھی نہیں سنائی دیتی۔ پھر جب لاش قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال کر قبر بنادی جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر فرشتوں کو میت کے پاس آنے سے آڑے نہیں آتا۔ بلکہ اگر چٹان تراش کر اس میں لاش رکھ کر اُسے سیسہ پلا کر سرُمہر (مُہر لگا کر بند) کر دی جائے تو فرشتے پھر بھی لاش تک پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اجسام کثیفہ سے ارواح لطیفہ آسانی سے پار ہو جاتی ہیں۔ فرشتے تو فرشتے ان سے تو جن بھی پار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ جیسے پرندے ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اسی طرح فرشتے اجسام کثیفہ میں تیرتے پھرتے ہیں۔

قبر کی وسعت وفراخی ﴾ قبر کی فراخی روح کے لئے بالذات ہے اور بدن کے لئے بواسطہ روح کے ہے۔ (عالم برزخ کے واقعات روح پر براہ راست طاری ہوتے ہیں اور بدن پر بواسطہ روح کے) بظاہر لاش قبر میں ہاتھ دو ہاتھ جگہ میں ہوتی ہے حالانکہ قبر منتہائے نگاہ فراخ ہوتی ہے اسی طرح اگر قبر کو کھول کر دیکھا جائے تو لاش اپنی حالت پر بدستور نظر آتی ہے مگر قبر میت کو اس طرح بھینچتی (دباتی) ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی ادھر آجاتی ہیں۔ یہ بات حِسّ عقل اور فطرتِ سلیم کے خلاف نہیں۔ اگر لاش بدستور رکھی ہوئی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر نے اسے نہ بھینچا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بھینچے جانے کے بعد لاش پھر اپنی سابق حالت پر آگئی ہو۔ ملحدوں اور بے دینوں کے پاس بجز رسولوں کو جھٹلانے کے اور رکھا ہی کیا ہے۔

حکایت: ایک نہایت معتبر شخص نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے تین قبریں کھودیں اور فارغ ہو کر ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ اتفاق سے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں اور ان تینوں میں سے ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اس کا

---

61) كتاب الروح لابن القيم الجوزية , المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين , الفصل الأمر الرابع أن الله سبحانه جعل أمر الآخرة وما كان متصلا بها , 65/1 , دار الكتب العلمية بيروت.

62) الواقعہ: 86

رقبہ تین میل لمبا اور تین میل چوڑا لکھ لو۔ پھر دوسری قبر کے پاس جاکر کہتا ہے۔ اس کا آدھا انچ لمبا اور آدھا انچ چوڑا لکھ لو۔ فرماتے ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی اتنے میں کسی معروف شخص کا جنازہ آیا۔ جسے پہلی قبر ملی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اسے دوسری قبر ملی۔ پھر شہر سے ایک مشہور ومالدار عورت کا جنازہ آیا۔ جسکے ساتھ شہر کے ہر گوشہ کا آدمی تھا اور جنازے پر لوگوں کی بھیڑ تھی اسے تیسری قبر ملی۔

فائدہ: یہ فراخی و تنگی دنیا میں نیک اور برے عمل کا نتیجہ تھا۔

عقلی دلیل: قبر کی آگ اور قبر کی باغ وبہار دنیا کی آگ وبہار کی طرح نہیں ہے کہ اسکا دنیا والے مشاہدہ کر لیں بلکہ آخرت کی آگ وبہار کی طرح ہے جو دنیا کی آگ وبہار سے کہیں زیادہ قوی ہے۔ آخرت کی چیزوں کا دنیا والے مشاہدہ نہیں کر سکتے بلکہ اللہ پاک ان پر یہی مٹی اور پتھر بھڑکا دیتا ہے جن میں یہ مدفون ہیں۔ اور یہ دنیا کی مٹی اور پتھروں سے کہیں زیادہ گرم وایذا رساں بن جاتے ہیں۔

لیکن اگر ان کو دنیا والے چھو کر دیکھیں تو انھیں ذراسی گرمی کا بھی احساس نہ ہو۔ اسی طرح حق تعالیٰ انھیں باغ وبہار بنا دیتا ہے بلکہ ایک ہی قبر میں دو شخص مدفون ہوتے ہیں۔ ایک کے لئے یہ قبر جہنم کا گڑھا ہے مگر اس کی گرمی کا احساس اس کے پڑوسی کو نہیں ہوتا۔ اور ایک کے لئے جنت کا باغیچہ ہے لیکن اس کی راحت فزا نعمتوں کا احساس اس کے پڑوسی کو نہیں ہوتا۔ اللہ کی قدرت تو اس سے بھی زیادہ کہیں وسیع اور حیرت انگیز ہے۔ اسی دنیا میں اس نے ہمیں اپنی قدرت کی اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز نشانیاں دکھادی ہیں۔ مگر لوگوں کو جن باتوں کا علم نہیں ہوتا انھیں جھٹلا دیا کرتے ہیں۔

مگر جنھیں اللہ ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور جھٹلانے سے محفوظ رکھے وہ بچ جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ اللہ پاک کافروں کے نیچے آگ کے دو تختے بچھا دیتا ہے جس سے اس کی قبر تنور کی طرح بھڑک اٹھتی ہے۔ پھر جب اللہ کو منظور ہوتا ہے تو اس پر اپنے کسی بندے کو مطلع بھی فرما دیتا ہے اور دوسروں سے چھپائے رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر سب کو خبر ہو جائے تو ایمان بالغیب کہاں رہے اور لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیں۔ جیسا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ میری طرح تمہیں بھی عذاب قبر سنادے۔[63] (بخاری مسلم) چونکہ جانوروں میں یہ حکمت مفقود (ختم) ہے اس لئے وہ عذاب قبر سنتے ہیں جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خچر عذابِ قبر سُن کر ایسا بِدکا تھا کہ معلوم ہوتا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرادے گا۔ یہ حدیث تفصیل کے ساتھ بخاری شریف میں موجود ہے۔[64]

واقعات

(۱) ابوعبداللہ محمد بن رزیز حرانی فرماتے ہیں کہ میں عصر کے بعد اپنے گھر سے نکل کر ایک باغ میں غروب سے کچھ قبل چند قبروں کے پاس پہنچا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک قبر شیشہ گر کی بھٹی کی طرح انگارا تھی۔ مردہ قبر میں مدفون تھا۔ میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا اور سوچنے لگا کہ آیا میں جاگ رہا ہوں یا

---

63) صحيح مسلم, كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها, باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه إلخ, 2199/4, رقم الحديث 2867, دار إحياء التراث العربي بيروت.

64) بخاری شریف میں خچر کے بدکنے کا واقعہ نہیں ملا، یہ واقعہ مسلم شریف میں تفصیلاً موجود ہے اور متن میں آگے احادیث مبارکہ کے باب میں آرہا ہے۔ البتہ بخاری شریف میں یہ مذکور ہے کہ تمام جانور عذابِ قبر سنتے ہیں۔
صحيح البخاري, كتاب الدعوات, باب التعوذ من عذاب القبر, 78/8, رقم الحديث 6366, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422هـ.

سو رہا ہوں؟ پھر میں نے شہر کی فصیل دیکھ کر کہا میں تو بیدار ہوں۔ پھر خود فراموشی کی حالت میں گھر گیا اور کھانا آیا تو کھانہ سکا۔ اور شہر میں چل پھر کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس قبر میں آج ہی ایک ظالم چنگی وصول کرنے والا (TOLL,TAX COLLECTOR) دفن ہوا۔(65)

عقلی دلیل: قبروں میں اس آگ کا دیکھا جانا اسی طرح ہے جیسے کبھی اللہ کسی کو جن یا فرشتے دکھا دیتا ہے۔

(۲) شعبی نے ایک آدمی کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ میں مقامِ بدر سے گذر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی زمین سے نکلتا ہے اور ایک شخص اسے ہتھوڑے سے مارتا ہے۔ پٹتے پٹتے وہ پھر زمین میں غائب ہو جاتا ہے پھر نکلتا ہے پھر غائب ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ابو جہل ہے اس پر قیامت تک یہی عذاب مسلط رہے گا۔(66) (کتاب القبور لابن ابی الدنیا، شرح الصدور و کتاب الروح)

(۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اپنی سواری پر جارہا تھا، پیچھے سامان بندھا ہوا تھا راستے میں ایک قبرستان سے جو گذرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اپنی قبر سے نکلا جس کے تمام جسم میں آگ لگ رہی ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے جسے گھسیٹا جارہا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک دو۔ معلوم نہیں وہ مجھے پہچانتا تھا یا عبداللہ عرف کے اعتبار سے کہہ رہا تھا۔ اتنے میں دوسرا شخص نکل کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ عبداللہ اس پر پانی نہ چھڑکنا۔ پھر اس کی زنجیر پکڑ کر اور اسے گھسیٹ کر قبر میں لے جاتا ہے۔(67) (ابن ابی الدنیا)

عروہ نے بھی مذکورہ بالا واقعہ قدرے اختلافِ الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اس کی دہشت سے میرے بال سفید ہو گئے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا۔(68) (ابن ابی الدنیا)

(۴) ابو قزعہ فرماتے ہیں کہ ہم بعض چشموں سے جو ہمارے بصرہ کے راستے میں پڑتے تھے، گذرے، تو گدھے کی سی آواز آئی۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ گدھے کی سی آواز کہاں سے آرہی ہے اور کس کی ہے۔ لوگوں نے کہا ایک شخص ہمارے قریب رہا کرتا تھا جب اس کی ماں اس سے بات کرتی تھی تو اسے کہہ دیا کرتا تھا کہ کیوں گدھے کی طرح چیختی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر سے روزانہ گدھے کی سی آواز آتی ہے۔(69) (ابن ابی الدنیا)

(۵) عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ مدینہ کا ایک شخص تھا اس کی بہن جو مدینہ کے ایک کنارے پر رہتی تھی بیمار ہو گئی۔ وہ اس کی بیمار پرسی کے لئے آتا جاتا تھا۔ پھر وہ مرگئی۔ خیر اسے دفن کر دیا گیا پھر اسے یاد آیا کہ قبر میں میری کوئی چیز گر گئی ہے۔ چنانچہ ایک شخص کو ساتھ لیکر قبر کھودی تو گری ہوئی چیز مل گئی۔ پھر

---

65) كتاب الروح لابن القيم الجوزية , المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين , فصل الأمر الخامس أن النار التي في القبر والخضرة ليست من نار الدنيا , 66/1 , 67 , دار الكتب العلمية بيروت.

66) القبور لابن أبي الدنيا , جامع ذكر القبور , 93/1 , رقم الرواية 92 , مكتبة الغرباء الأثرية , الطبعة الأولى , 1420هـ 2000م.

كتاب الروح لابن القيم الجوزية , المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين , فصل الأمر الخامس أن النار التي في القبر والخضرة ليست من نار الدنيا , 67/1 , دار الكتب العلمية بيروت.

67) القبور لابن أبي الدنيا , جامع ذكر القبور , 94/1 , رقم الرواية 93 , مكتبة الغرباء الأثرية , الطبعة الأولى , 1420هـ 2000م.

68) القبور لابن أبي الدنيا , جامع ذكر القبور , 96/1 , رقم الرواية 95 , مكتبة الغرباء الأثرية , الطبعة الأولى , 1420هـ 2000م.

69) القبور لابن أبي الدنيا , جامع ذكر القبور , 97/1 , رقم الرواية 96 , مكتبة الغرباء الأثرية , الطبعة الأولى , 1420هـ 2000م.

اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ الگ ہٹ جاؤ ایک نگاہ اپنی بہن پر ڈال لوں کہ بے چاری کس حال میں ہے۔ لحد کی ایک اینٹ جو الگ کی تو قبر میں آگ بھڑک رہی تھی فوراً اینٹ اس کی جگہ پر رکھ کر قبر بنادی اور گھر آگیا۔ماں نے پوچھا قبر میں تمہاری بہن کا کیا حال ہے۔بولا ان کا حال نہ پوچھئے۔ وہ تو ہلاک ہو گئیں آپ مجھے بتایئے کہ کیا کیا کرتی تھی۔ ماں نے کہا نماز دیر سے پڑھتی تھی اور بلا وضو پڑھتی تھی اور ہمسایوں کے دروازوں پر جا کر چھپ کر ان کی باتیں سنا کرتی تھی۔ [70] (ابن ابی الدنیا)

آج بھی یہ عادتِ بد عورتوں میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو اس عادتِ بد سے بچائے۔ (آمین)

(۲) مرثد بن حوشب نے فرمایا کہ میں یوسف بن عمر کے پاس تھا۔ ان کے قریب ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا ایک رخسار لوہے کی طرح سخت تھا۔ یوسف نے اس سے کہا کہ مرثد کو بھی اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ سنادو۔ بولا میں نوجوان تھا اور گناہوں کی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا۔ طاعون کے زمانے میں میں نے سوچا کہ سرحد چلا جاؤں۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ قبریں کھودا کروں۔ ایک دن میں نے مغرب وعشاء کے درمیان ایک قبر کھودی، اور دوسری قبر کی مٹی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا اور اسے اس قبر میں دفن کر دیا گیا۔ اور لوگ واپس چلے گئے۔ میں نے دیکھا اونٹ جیسے دو سفید پرندے مغرب کی طرف سے آئے ایک قبر کے سرہانے اور دوسرا پائنتی اتر پڑا۔ اور دونوں نے قبر کی مٹی ہٹائی۔ پھر ایک تو قبر میں اتر گیا اور دوسرا کنارے پر رہا۔ میں کسی چیز سے ڈرا نہیں کرتا تھا۔ میں نے اس سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کیا تو اپنی سسرال میں گیروے رنگا ہوا جوڑا پہن کر غرور و فخر سے اُسے گھسیٹتا ہوا نہیں جایا کرتا تھا؟ مردہ بولا میں تو بہت کمزور ہوں۔ پھر اس پر ایسی چوٹ ماری جس سے اس کی قبر پانی اور روغن سے بھر گئی۔ اسی طرح اسے تین بار مارا اور ہر بار اسی لفظ کو دھراتا تھا۔ اور ہر دفعہ چوٹ مارنے سے قبر پانی اور روغن سے بھر جاتی تھی۔ پھر اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر بولا دیکھو یہ کہاں بیٹھا ہوا ہے اللہ اس سے اپنی رحمت سے دور کرے اور میرے اس رخسار پر اپنا ایک پر مارا میں گر پڑا۔ رات بھر میں وہیں پڑا رہا صبح قبر دیکھی تو جوں کی توں تھی۔ [71]

(یہ دیکھنے والے کی آنکھوں میں تو پانی اور روغن معلوم ہوتا ہے۔ مگر آگ تھی جو مردے پر بھڑک رہی تھی۔)

فائدہ: یہ ایسے ہے جیسے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کی طرف سے خبر دی کہ اس کے پاس پانی اور آگ ہوگی آگ تو ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی شعلے مارتی ہوئی آگ ہوگی۔ [72]

مسئلہ: کسی نے ابو اسحٰق فزاری سے پوچھا۔ کیا کفن چور کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا ہاں اگر اس کی نیت صحیح ہو اور اللہ کے علم میں اس کی سچائی ہو (تو ممکن ہے اس کی بخشش ہو جائے ورنہ مشکل ہے لیکن توبہ کے عمومی قوانین پر اُمید ہے بخشش ہو جائیگی)۔ وہ شخص بولا میں کفن چور تھا۔ قبریں کھود کر کفن نکال لیا کرتا تھا۔ اور بعض مُردوں کے منہ قبلے سے پھرے ہوئے دیکھتا تھا۔ یہ سنکر فزاری خاموش ہو گئے اور اوزاعی کو لکھا۔ اوزاعی نے جواب میں لکھا کہ

---

70) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 98/1, رقم الرواية 97, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.
71) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 99/1, رقم الرواية 98, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.
72) صحيح البخاري, كتاب الفتن, باب ذكر الدجال, 60/9, رقم الحديث 7130, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422هـ.

نباش(کفن چور) کی توبہ قبول ہو جائے گی بشرط یہ کہ نیت صحیح ہو اور اللہ کے علم میں اسکی صداقت ہو۔ اور جن مُردوں کے قبلے سے منہ پھرے ہوئے دیکھے گئے وہ غیر سنت پر فوت ہوئے۔[73]

(۷) ایک نباش سے جس نے توبہ کر لی تھی پوچھا کہ سب سے عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بتاؤ۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر جو کھولی تو اس کے تمام جسم میں میخیں ٹھکی ہوئی تھیں اور ایک بڑی میخ سر میں اور پیروں میں ٹھکی ہوئی تھی۔[74]

(۸) کسی دوسرے کفن چور سے یہی بات پوچھی گئی تو اس نے بتایا۔ میں نے ایک آدمی کی کھوپڑی دیکھی جس میں سیسہ پگھلا کر بھر دیا گیا تھا۔ کسی کفن چور سے پوچھا گیا کہ تمہاری توبہ کا سبب کیا ہے۔ بولا میں عموماً مُردوں کو قبلہ سے پھرا ہوا پاتا تھا۔[75]

(مذکورہ بالا تمام واقعات کتاب القبور لابن ابی الدنیا سے منقول ہیں)

(۹) ابو عبد اللہ محمد بن مساب سلامی جو بڑے نیک اور سچے تھے فرماتے ہیں کہ ایک شخص بغداد میں لوہاروں کے بازار میں چھوٹی چھوٹی دو سَروں والی میخیں فروخت کر گیا۔ ایک لوہار نے انھیں نرم کرنا چاہا مگر وہ آگ اور ہتھوڑے کی ضرب سے بھی نرم نہ ہو سکیں اور وہ تھک کر چور ہو گیا۔ اس نے بیچنے والے کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیلیں تم کہاں سے لائے تھے۔ بولا میرے پاس تھیں۔ آخر اس نے اصرار پر بتایا کہ مجھے یہ ایک کھلی قبر میں سے ملی تھیں اور ان سے مردے کی ہڈیاں جڑی ہوئی تھیں۔ میں نے انھیں ان ہڈیوں میں سے نکالنے کی کوشش کی مگر نکال نہ سکا۔ آخر میں نے پتھر سے ہڈیوں کو توڑ کر انھیں نکالا اور اکٹھا کر لیا۔[76]

(۱۰) ابو الجریش کہتے ہیں کہ میری والدہ نے بیان کیا کہ جب ابو جعفر نے کوفہ میں خندق کھدوائی تو لوگوں نے اپنے اپنے مردے منتقل کر دیئے۔ ہم نے ان میں ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنے ہاتھ خود کاٹ رہا تھا۔[77]

انتباہ: بطور عبرت اس طرح کے واقعات دنیا میں نظر آجاتے ہیں۔

حضرت ثابت البنانی علیہ الرحمۃ نے کہا میں قبرستان میں گھوم رہا تھا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی کہ اے ثابت قبروں کے سکون سے دھوکہ نہ کھانا۔ ان میں بہت سے غمزدہ بھی ہیں۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کسی کو بھی نہیں پایا۔[78]

---

73) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 101/1, رقم الرواية 99, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.
قوسین میں موجود جملہ حکایت کا حصہ نہیں ہے، غالباً مصنف علیہ الرحمہ نے بطور وضاحت لکھا ہے۔

74) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 101/1, رقم الرواية 100, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.

75) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 101/1, رقم الرواية 100, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.

76) كتاب الروح لابن القيم الجوزية, المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين, فصل الأمر الخامس أن النار التي في القبر والخضرة ليست من نار الدنيا, 69/1, دار الكتب العلمية بيروت.

77) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 102/1, رقم الرواية 102, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.

78) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 105/1, رقم الرواية 107, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.

فائدہ: حضرت ثابت البنانی ایک ولی کامل گذرے ہیں ان سے جھوٹ ناممکن ہے اور ان کو آواز سنائی گئی یا تو نیک مردہ ہوگا یا فرشتہ۔

(۱۱) عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمہ بن عبد الملک سے پوچھا کہ تمہارے والد کو کس نے دفن کیا تھا۔

بولا میرے فلاں مولیٰ نے۔ پوچھا کہ ولید کو کس نے دفن کیا تھا۔ بولا میرے فلاں مولیٰ نے۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جب تمہارے باپ کو اور ولید کو دفن کیا گیا اور ان کے کفن کی گرہ کھولی گئی تو ان کے منہ پیچھے کو پھرے ہوئے تھے۔ مسلمہ میرے مرنے کے بعد میرے منہ کو دیکھنا۔ کہیں انکی طرح میرا منہ تو نہیں پھرا۔ یا اس سے مجھے عافیت دی گئی۔ مسلمہ کہتے ہیں قبر میں رکھ کر میں نے عمر بن عبد العزیز کا منہ دیکھا تو حسبِ سابق اپنی جگہ پر تھا۔[79] اس لئے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے اسی لئے ان کا اس حال پہ ہونا لازمی امر تھا۔

(۱۲) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میری بچی فوت ہوگئی۔ میں نے اسے قبر میں اتارا پھر میں لحد کی اینٹ ٹھیک کرنے لگا تو اسے قبلہ سے پھرا ہوا پایا اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا ایک دن میں نے اسے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہی ہے کہ ابا جان آپ نے مجھے قبلہ سے پھرا ہوا دیکھ کر بہت صدمہ کیا عموماً میرے آس پاس والے قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو بڑے گناہوں پر جمے ہوئے تھے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے۔[80]

(۱۳) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک (خلیفہ بنواُمیہ) کو قبر کے اتارنے والوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گھٹنے گردن سے لگ گئے تھے۔ ان کا بیٹا بولا۔ ربِ کعبہ کی قسم میرے والد اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے کہا ربِ کعبہ کی قسم تمہارے والد کی دنیا ہی میں اچھی حالت گذر گئی۔ پھر عمر بن عبد العزیز نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی۔ جب عمر بن عبد العزیز نے یزید کو عراق کا حاکم بنایا تو یہ نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میں نے جب ولید کو لحد میں رکھا تو میں نے انھیں کفن میں پاؤں ہلاتے دیکھا تھا۔[81]

فائدہ: عموماً ہر ظالم حاکم اور بادشاہ کا یہی حال ہوتا ہے۔

(۱۵) عبد الحمید بن محمود نے فرمایا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ان کے پاس کچھ لوگوں نے آکر کہا کہ ہم حج کو جارہے تھے راہ میں ہمارا ایک ساتھی ذوالصفاح فوت ہوگیا۔ خیر ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور قبر کھودی جب قبر تیار ہوگئی تو ایک سیاہ سانپ نے آکر تمام قبر گھیر لی۔ پھر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ قبر کھودی گئی پھر بھی اسے سانپ نے گھیر لیا۔ پھر تیسری جگہ کھودی گئی تو پھر بھی اس میں سانپ آکر بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ یہ اس کی چوری ہے جس کا وہ مرتکب ہوا کرتا تھا۔ جاؤ اسے کسی قبر میں رکھ دو اللہ کی قسم اگر تمام زمین بھی کھود ڈالو گے تو سب جگہ یہی سانپ پاؤ گے۔ آخر کار

---

79) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 116/1, رقم الرواية 123, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000م.

80) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 117/1, رقم الرواية 125, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000م.

81) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 118/1, رقم الرواية 126، 127, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000م.

ہم نے اسے ایک قبر میں دفن کر دیا۔ حج سے واپس آکر ہم نے اس کا سامان اس کے گھر دے دیا۔ اور اس کی بیوی سے پوچھا تمہارا شوہر کیا کیا کرتا تھا۔ بولی اناج بیچا کرتے تھے۔ اور اس میں سے روزانہ اپنے گھر کا خرچہ نکال کر پھر اتنا ہی چوری سے اس میں ملا دیا کرتے تھے۔[82]

(۱۶) ابو اسحاق نے کہا مجھے ایک مردے کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا۔ جب میں نے اس کے منہ سے چادر ہٹائی تو ایک موٹا سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا دیکھا۔ آخر میں اسے بلا غسل کے چھوڑ کر چلا آیا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیا کرتا تھا۔[83]

فائدہ: نہ صرف روافض شیعہ کا انجام بد ایسے ہوتا ہے بلکہ ہر بد عقیدہ، مثلاً مرزائی، وہابی، دیوبندی، منکرینِ حدیث، پرویزی اور نیچری کا یہی حال ہوتا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالے "گستاخوں کا برا انجام" میں۔

(۱۷) ایک بصری گورکن نے کہا میں نے ایک دن قبر کھودی اور اس کے قریب ہی سو گیا۔ خواب میں میرے پاس دو عورتیں آئیں۔ ایک عورت بولی۔ اے اللہ کے بندے خدارا اس عورت کو ہم سے ہٹالے اور ہمارے پڑوس میں دفن نہ کر۔ گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی۔ اتنے میں اسی قبر کے پاس ایک عورت کا جنازہ لایا گیا۔ میں نے اسے اس میں دفن نہیں ہونے دیا۔ اور دوسری قبر بنادی۔ رات ہوئی تو پھر وہی دو عورتیں خواب میں دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک بولی۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ تم نے ہمیں ایک طویل شر سے ہٹا دیا۔ میں نے کہا تمہاری طرح یہ عورت بات کیوں نہیں کرتی۔ بولی یہ عورت وصیت کئے بغیر فوت ہو گئی تھی۔ ایسوں پر واجب ہے کہ قیامت تک بات نہ کریں۔[84]

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔ جنھیں حق تعالیٰ عذاب و ثوابِ قبر کے سلسلے میں اپنے بندوں کو مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ کتاب میں ان کی گنجائش نہیں اس سلسلے میں خواب بھی بے شمار ہیں جو کئی بڑی بڑی کتابوں میں نہ سمائیں۔ اگر کسی کو مطالعہ کا شوق ہو تو۔ فقیر کی تصنیف "اخبار القبور" کا مطالعہ کریں۔

الزامی جواب

جو لوگ قبر کے ثواب کے منکر ہیں انکا اپنا عقلی ڈھکوسلہ ہے۔ جبکہ وہ دوسرے اس قسم کے حالات کو نقل کے علاوہ عقلاً مانتے ہیں مثلاً رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل انسانی شکل میں آکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کر لیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی باتیں سُن لیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے حضرات نہ انھیں دیکھتے تھے اور نہ ان کی باتیں سنتے تھے۔

جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا یہ باتیں نہیں سنتا تھا۔ اسی طرح جن ہمارے درمیان بلند آواز سے بات چیت کرتے ہیں اور ہم ان کی باتیں نہیں سنتے۔ کبھی فرشتے کافروں پر کوڑے برساتے تھے۔ اور ان پر چیختے تھے۔ حالانکہ مسلمان ان کے ساتھ ہوتے تھے جو انھیں نہیں دیکھتے تھے۔ اور نہ

82) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 119/1, رقم الرواية 128, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.
83) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 120/1, رقم الرواية 129, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.
كتاب الروح لابن القيم الجوزية, المسألة السابعة وهي قول للسائل ما جوابنا للملاحدة والزنادقة المنكرين, فصل الأمر الخامس أن النار التي في القبر والخضرة ليست من نار الدنيا, 70/1, دار الكتب العلمية بيروت.
84) القبور لابن أبي الدنيا, جامع ذكر القبور, 126/1, رقم الرواية 137, مكتبة الغرباء الأثرية, الطبعة الأولى, 1420هـ 2000م.

ان کی باتیں سنتے تھے۔ حق تعالیٰ نے انسان سے بہت سے دنیوی حَوادِث (واقعات) چھپا رکھے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن سناتے تھے۔ حالانکہ اسے حاضرین نہیں سنتے تھے۔ بہر حال جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور اس کی ہمہ گیر قدرت پر یقین ہے۔ وہ ایسے حوادث کا کیسے انکار کر سکتا ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنی حکمت ورحمت کی بنا پر اپنی بعض مخلوق کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے کیونکہ ان میں ان کے دیکھنے اور سننے کی طاقت نہیں۔ انسان کی بصارت و سماعت عذاب و ثوابِ قبر کے مشاہدے کی طاقت نہیں رکھتی۔ بہت سے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہ واقعات مشاہدہ کرا دیتا ہے چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے اور مر جاتے ہیں۔ اور اگر زندہ بھی رہتے ہیں تو زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہتے اور بعض تو دل کے پردے اٹھتے ہی مر جاتے ہیں۔ لہٰذا عقل کا یہ تقاضہ نہیں کہ اگر ان واقعات میں حکمت خداوندی نے پردے حائل فرما دیئے ہیں تو ان کا انکار کیا جائے۔ پھر یہ پردے جب اٹھا دیئے جائیں گے تو تمام باتیں آنکھوں سے دیکھ لی جائیں گی۔ علاوہ ازیں جب انسان اس پر قادر ہے کہ مردے کی آنکھ اور سینے سے پارا اور رائی اٹھا کر فوراً ہی تیزی سے اسے اپنے اپنے مقام پر رکھ دے۔ تو فرشتہ تو بدرجہ اولیٰ قادر ہو گا اور اللہ کی قدرت تو ہمہ گیر ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ پارا اور رائی مردے کی آنکھوں اور سینہ پر باقی رکھے اور گرنے نہ دے۔

ازالہ وھم: فلاسفہ معتزلہ کی عادت ہے کہ وہ ہر مسئلہ کو مشاہدہ پر قیاس کرتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ بعض مسائل کا حل قیاس پر نہیں ہوتا اسی لئے برزخ کے واقعات کا قیاس مشاہدات پر کرنا محض جہالت و گمراہی، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب اور اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا انکار اور انتہائی ظلم ہے۔

جب انسان اس بات پر قادر ہے کہ قبر فراخ یا تنگ بنا کر اسے لوگوں سے چھپا دے اور جس پر چاہے ظاہر کرے تو اللہ کی قدرت کا توٹھکانا ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک قبر بظاہر دوڈھائی ہاتھ دکھائی دیتی ہو حالانکہ انتہائی وسیع خوشبودار روشن ہو یا انتہائی تنگ بدبودار اور تاریک ہو۔ یہ وسعت و تنگی، نور و ظلمت، آباد و اجاڑ اور باغ و بہار دنیا کے اعتبار سے نہیں ہے۔

ھر عالم کا حکم جدا جدا ھے

دنیا کا عالم اور ہے عالم برزخ اور ہے۔ حق تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو وہی مشاہدہ کرایا ہے جو دنیا میں ہے اور اسی سے ہے لیکن آخرت کے واقعات پر پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ ایمان واقرار انسان کے لئے سببِ سعادت بن جائے۔ پھر جب یہ پردہ اٹھا دیا جائے گا تو انسان خود بخود تمام باتوں کا مشاہدہ کرلے گا۔

سوال: مردہ جل جائے تو اس کیلئے قبر کہاں اور فرشتوں کا سوال و جواب کیسا؟

جواب: اگر جنازہ رکھا ہوا بھی ہو تو یہ بات محال نہیں کہ فرشتے آکر اس سے سوال کریں اور انھیں کوئی نہ دیکھے اور وہ انھیں جواب دے اور کوئی اس کی بات نہ سنے۔ اور فرشتے اس کو (مردے کو) ماریں مگر کسی کو شعور نہ ہو۔ دیکھئے دو آدمی ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں ایک سو جاتا ہے اور ایک بیدار رہتا ہے۔ سونے والا خواب میں تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے مارا بھی جاتا ہے اور اسے درد بھی محسوس ہوتا ہے، لیکن جاگنے والا اس کی تمام باتوں سے بے خبر ہے حالانکہ ضرب و تکلیف کا اثر روح سے جسم میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے کہ قبروں اور پتھروں کو چیر کر فرشتوں کا جانا عقل سے بعید سمجھا

جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں فرشتوں کے لئے بالکل ایسی ہی بنائی ہیں جیسے کہ ہوا پرندوں کے لئے۔ ان چیزوں کے ارواحِ کثیفہ کے لئے حجاب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارواح لطیفہ کے لئے بھی حجاب ہوں یہ غلط ہے۔ انھیں جیسے قیاسوں سے اصولوں کو جھٹلایا جاتا ہے۔

عقلی دلیل بہ تائید قرآن

یہ بھی محال نہیں کہ لٹکی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا جلی ہوئی یا کسی اور قسم کی لاش میں روح لوٹائی جائے جس کا ہمیں شعور نہ ہو کیونکہ لوٹائے جانے کی یہ ایک اور قسم ہے یہ وہ نہیں ہے جس سے ہم آشنا ہیں۔

دیکھئے بے ہوش آدمی، سکتے کا مریض اور مبہوت وغیرہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہوتی ہیں لیکن ہمیں ان کی حیات کا شعور نہیں ہوتا۔ جس لاش کے اجزا الگ الگ ہو کر اور منتشر ہو کر گم ہو گئے ہوں اس کی ذات سے جس کی قدرت ہمہ گیر ہے۔ یہ بعید نہیں کہ وہ ان ذرات سے روح کا اتصال پیدا کر دے۔ اگرچہ ایک مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں اور ان اجزا میں ایک قسم کے الم و سرور کا شعور پیدا کر دے جس سے وہ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ پتھر اسکے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ پہاڑ اور درخت اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اور سنگ ریزے، نباتات اور پانی کے قطرے اس کی پاکی میں رَطبُ اللِّسان (زبان سے پھول برساتے) ہیں۔

چند آیات حاضر ھیں:

(۱) فرمایا: وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ الخ [85]

کائنات کی ہر شے اللہ کی پاکی مع حمد کے بیان کر رہی ہے لیکن تم ان کی پاکی کو سمجھ نہیں سکتے۔

فائدہ: اگر یہ تسبیح محض ان کی اپنے خالق پر دلالت ہی ہوتی تو یہ الفاظ نہیں لائے جاتے کہ تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہر عاقل یہ سمجھتا ہے کہ مخلوق خالق پر دلالت کرتی ہے۔

(۲) فرمایا: اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِشۡرَاقِ [86]

ہم نے پہاڑ اس کے مطیع کر دیئے جو صبح و شام پاکی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت ان دو ہی وقتوں میں مخصوص نہیں ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

---

85) بنی اسرائیل: 44

86) ص: 28

"اے پہاڑ و حضرت داوٗد کے ساتھ بار بار تسبیح پڑھو"۔ اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا۔[87] ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت حضرت داوٗد کی مَعیَّت ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت ذکر تسبیح و سجدوں میں مصروف ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ الخ[88] کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمام آسمان و زمین والے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے لوگ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ صانع پر دلالت بہت سے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں۔

(۳) فرمایا: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ الخ[89]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمام آسمان و زمین والے اور پرندے قطار باندھ کر اللہ کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح معلوم ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ در حقیقت نماز و تسبیح ہے۔ جس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ اگر چہ اسے بھی نبیوں کی باتیں نہ ماننے والے اور انھیں جھٹلانے والے نہیں مانتے۔ حق تعالیٰ نے پتھروں کی طرف سے خبر دی کہ بعض پتھر اللہ کے خوف سے اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گر پڑتے ہیں۔[90] زمین آسمان کی طرف سے بتایا کہ وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ اللہ نے ان سے بات کی انہوں نے اللہ کی بات سنی اور اچھا جواب دیا۔ پھر اللہ نے ان سے کہا کہ خوشی سے آؤ یا بادلِ ناخواستہ۔ تو انہوں نے جواب دیا ہم خوشی خوشی آنے کو تیار ہیں۔[91] احادیث مبارکہ میں اس سے زائد ایسے مضامین موجود ہیں۔ مثلاً

کھانا تسبیح پڑھتا ہے: جیسا کہ صحابہ کرام کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور صحابہ نے مسجد میں خشک تنے کا رونا سنا۔[92] پھر جب ان اجسام میں روح ایک زمانے تک رہ چکی ہے ان میں شعور بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔ اگر چہ اس کے فلاسفہ منکر ہیں لیکن حقیقت کو تو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

الزامی جواب: منکرین کو تسلیم ہے کہ حق تعالےٰ نے دنیا میں بھی روحیں بدن میں کامل طور پر لوٹا کر اپنے بندوں کو مشاہدہ کرا دیا ہے اور وہ زندہ ہو کر باتیں بھی کرنے لگے، چلنے پھرنے بھی لگے، کھانے پینے بھی لگے، شادی بیاہ بھی کئے اور اولادیں بھی ہوئیں چنانچہ شواہد حاضر ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا الخ[93] کیا نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرح جو اپنے گھروں سے نکلے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ پھر اللہ نے ان سے کہا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کر دیا۔

---

87) تفسير الجلالين, سورة الانبياء, تحت الآية 79, 428/1, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى.

88) الحج: 18

89) النور: 41

90) البقرة: 74

91) سورة حم السجدة: 11

92) صحيح البخاري, كتاب المناقب, باب علامات النبوة في الإسلام, 194/4, 195, رقم الحديث 3579, 3583, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422هـ.

93) البقرة: 243

(۲)فرمایا: اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّھِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا ۚ الخ[94](پ۳ع۲)یااس طرح جو ایک شہر سے گذرا جو اجڑ گیا تھا۔اس نے تعجب سے کہا اسکے اجڑنے کے بعد اللہ اسے کیسے آباد کرے گا۔پھر اسے اللہ نے سو سال تک مردہ رکھا پھر زندہ کر دیا اور پوچھا کتنی دیر ٹھہرے؟ بولے ایک دن یا اس سے بھی کم۔

(۳)اسرائیلی مقتول کی طرح جسے اللہ نے زندہ کر دیا تھا اور وہ اپنے قاتل کو بتا کر مر گیا تھا۔جیسے پارہ اول سورۃ البقرہ میں اسکا قصہ مفصل ہے۔

فرمایا: لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَةً الخ[95]یعنی جیسے وہ جنہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں آخر اللہ نے انھیں مار دیا اور پھر موت کے بعد زندہ کر دیا۔

(۴)اصحاب کہف کا قرآنی مشہور قصہ ہے۔

(۵)ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو مارنا پھر زندہ کرنا قرآن میں مفصل ہے۔

(۶)موت کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائیگا یہ بھی عقائد اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے۔تو اس حیران کن قدرت سے یہ بات کب بعید ہے کہ مرنے کے بعد مردوں میں اس قسم کی زندگی پیدا کر دے اور انکی ذمہ داریوں کے بارے میں بازپرس فرمائے اور جواب طلب فرمائے اور حسبِ اعمال انہیں ثواب وعذاب دے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ[96]اور یہ امور اللہ تعالیٰ پر مشکل بھی نہیں۔

عالم برزخ : چونکہ مخالفینِ اسلام یعنی فلاسفہ اور معتزلہ اور دور حاضرہ میں منکرین حدیث جیسے پرویزی چکڑالوی عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اسی لئے ہزاروں ٹھوکریں کھاتے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ قبر کا داخلہ ایک مستقل جہاں کا نام ہے جس کا شریعت میں برزخ نام ہے اور اس جہاں کا ایک مستقل وجود ہے جیسے عالمِ ارواح اور عالمِ مثال اور عالمِ دنیا اور عالمِ آخرت وغیرہ اور اس کے وجود کا ثبوت بھی قرآن مجید میں ہے۔حق تعالیٰ نے فرمایا: وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ الخ[97]اور ان کے بعد قیامت تک برزخ ہے۔

عالم برزخ کی وجہ تسمیہ:

برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔اسی کو غالب کے اعتبار سے عذاب وثوابِ قبر اور باغیچۂ جنت یا آگ کا گڑھا کہا جاتا ہے۔اس اعتبار سے پھانسی پر لٹکے ہوئے، جلے ہوئے، ڈوبے ہوئے اور درندوں یا پرندوں کے کھائے ہوئے شخص کو بھی اس کے اعمال کے مطابق عذاب وثوابِ برزخ ہے۔گو عذاب وثواب کے اسباب وکیفیات مختلف انواع(اقسام) کی ہیں۔

---

94) البقرۃ: 259
95) البقرۃ: 55
96) فاطر: 17
97) المومنون: 100

حکایت: زمانہ سابق میں کسی شخص نے یہ خیال کر لیا تھا کہ اگر اس کی لاش جلا کر اس کی راکھ کچھ سمندر میں بہادی جائے اور کچھ آندھی میں اڑادی جائے تو وہ عذاب سے بچ جائیگا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹوں کو یہی وصیت کر دی اور مرنے کے بعد بیٹوں نے اس کی تعمیل کی۔ پھر اللہ پاک کے حکم سے سمندر اور خشکی نے اس کے اجزاء جمع کر دیئے اور اللہ نے اسے کھڑا ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ بولا اے رب تو خوب جانتا ہے۔

میں نے تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا۔ آخر اللہ نے اس پر رحم فرمادیا۔[98] (مشکوٰۃ)

فائدہ: ان بکھرے ہوئے اور بہ ظاہر بے نام ونشان ذرات جسم سے بھی برزخ کا عذاب وثواب نہیں ہٹا۔ اگر کوئی لاش ہوا میں درخت سے لٹکا دی جائے تو اسے بھی بقدر اس کے حصے کے برزخ کا عذاب پہنچ جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک شخص آگ کی بھٹی میں دفن کر دیا جائے تو اسے بھی بقدر اعمال کے برزخ کی راحت نصیب ہو گی۔ حق تعالیٰ اس پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیگا۔ دنیا کے عناصر اپنے خالق کے فرمان بردار ہیں۔ اور اس کے حکم کے قطعی خلاف نہیں کرتے وہ ان میں حسب مرضی تصرف کرتا ہے۔ اگر کوئی یہ بات نہ مانے تو وہ اللہ رب العالمین کا اور اس کی رَبُوبِیَّت کا منکر ہے۔ اسکی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "احترام القبور" میں ہے۔

الحیاۃ بعد المماۃ: اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دو زندگیاں بعد الموت مقرر فرمائی ہیں۔ جن پر اچھوں اور بروں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا دی جاتی ہیں۔ پہلی زندگی بعد الموت روح کا بدن سے جدا ہونا اور ابتدائی دار جزا کی طرف لوٹ جانا ہے۔ اور دوسری زندگی بعد الموت قیامت کے دن پیش آئے گی۔ جب کہ لوگ اللہ کے حکم سے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ اور حساب وکتاب کے بعد جنت یا جہنم میں جائیں گے۔ اسی وجہ سے صحیح حدیث میں ہے کہ ایمان میں یہ بھی داخل ہے کہ پچھلی زندگی بعد الموت پر ایمان لایا جائے۔[99] کیونکہ پہلی زندگی (موت) کا تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔

گو بہت سے لوگ جیسے معتزلہ اور منکرینِ حدیث جیسے پرویزی اور چکڑالوی قبر کی اور ہمارے دور میں جزا و سزا اور عذاب وثواب کو نہیں مانتے۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں قیامتوں (موت، زندگی بعد الموت) کا بیان سورۃ مومنون، سورۃ واقعہ، سورۃ قیامت، سورۃ مطففین، اور سورۃ فجر وغیرہ میں فرمایا ہے۔ اس کی حکمت وعدالت کا تقاضا ہے کہ وہ اچھوں اور بروں کی جزا کے لئے دو گھر بنائے۔ لیکن پورا پورا بدلہ زندگی بعد الموت ہی کے بعد دار القرار میں ملے گا۔ فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ الخ[100] ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور تمہیں پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ اللہ کے عدل، اسمائے حسنیٰ اور کمالات مقدسہ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اپنے دوستوں کے جسم اور روحیں آرام سے رکھے اور دشمنوں کے جسموں اور روحوں کو عذاب میں مبتلا فرمائے۔ اس لئے فرماں برداروں کے اجسام وارواح کو ان کے مناسب نعمتوں اور لذتوں کا ذائقہ چکھایا جاتا ہے۔ اور نافرمانوں کے اجسام وارواح کو ان کے مناسب

---

98) مشكاة المصابيح, كتاب الدعوات, باب سعة رحمة الله, الفصل الأول, 732/2, رقم الحديث 2369 مفهوماً, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.

99) صحيح البخاري, كتاب الإيمان, باب سؤال جبريل النبي صلى الله عليه وسلم عن الإيمان إلخ, 19/1, رقم الحديث 50, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422هـ.

100) آلِ عمران: 185

عذاب وسزا دی جاتی ہے۔ چونکہ دنیا تکلیف وامتحان کا گھر ہے دارالجزا نہیں ہے اس لئے جزا اس میں ظاہر نہیں ہوتی۔ البتہ برزخ جزا کا پہلا گھر ہے اس لئے اس میں اس گھر کے مناسب جزا کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اللہ کی حکمت بھی اس گھر میں اظہارِ جزا کا تقاضا کرتی ہے۔ لیکن قیامت کے دن جزا کا پورا پورا ظہور ہو گا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عذاب وثوابِ برزخ آخرت کا ابتدائی عذاب وثواب ہے۔ جیسا کہ بہت سی آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ نیک صاحبِ قبر کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور اس کے پاس جنت کی راحتیں اور نعمتیں آنے لگتی ہیں۔ اور فاجر کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی گرمی اور لپٹیں آنے لگتی ہیں۔ [101]

فائدہ: یہ قطعی طور پر معلوم ہوا ہے کہ روح کی طرح بدن بھی اس میں حصے دار ہے، پھر قیامت کے دن دونوں انھیں دروازوں سے اپنے اپنے ٹھکانوں میں چلے جائیں گے۔ یہ دونوں دروازے جن سے برزخ میں مردے کی طرف پوشیدہ اثرات پہونچتے رہتے ہیں۔ زندوں کے حِس واِدراک سے مجوب (پردے میں) ہیں۔ تاہم بہت سے لوگ محسوس بھی کرلیتے ہیں۔ اگرچہ اسباب سے بے خبر ہوں اور صحیح تعبیر نہ کرسکیں۔

ازالہ وھم: یادرہے کہ کسی چیز کا وجود اس کے ادراک وتعبیر پر موقوف نہیں ہوتا۔ وجود اَور چیز ہے اور ادراک وتعبیر اَور چیز ہے۔ دنیا میں بھی یہ اثرات پہنچتے ہیں۔ مگر غفلت کے گھپ اندھیرے کی وجہ سے لوگ ان کی تعبیر سے قاصر رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد یہ اثرات اور زیادہ سُرعت وکمال کے ساتھ پہنچتے ہیں۔ اور زندگی بعد الموت کے بعد یہ اثرات اپنے پورے شباب پر آجاتے ہیں۔ رب کی حکمت نے تینوں گھروں میں بہترین نظام مقرر فرمادیا ہے۔

نوٹ: عالم برزخ کے بارے میں مختصر تعارف کے بعد ہم قبر کی تحقیق قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

قبر کا ذکر اور قرآن مجید

بعض فلاسفہ تو خود قرآن کے بھی منکر ہیں۔ لیکن افسوس معتزلہ اور منکرینِ حدیث پرویزی اور چکڑالوی ٹولہ پر ہے کہ وہ قرآن کو ماننے کے باوجود قبر اور برزخ کے منکر ہیں ان کے سوالات کے قرآن سے جوابات حاضر ہیں۔

سوال: قرآن حکیم میں عذابِ قبر کا کیوں بیان نہیں؟ حالانکہ اسے جاننے اور اس پر ایمان لانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ انسان ڈر کر تقویٰ اختیار کرلے؟

جواب: اس کا جواب مجمل ومفصل دونوں طرح حاضر ہے۔

اجمالی جواب: حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دو قسم کی وحی اتاری اور لوگوں پر واجب کردیا کہ دونوں وحیوں پر ایمان لاکر عمل کرتے رہیں۔ چنانچہ فرمایا:

---

101) سنن أبي داود, كتاب السنة, باب في المسألة في القبر وعذاب القبر, 239/4, رقم الحديث 4753, المكتبة العصرية, صيدا بيروت.

(ا) وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ[102] یعنی اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری۔

(۲) فرمایا: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ الخ[103] یعنی اس نے اَن پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو انھیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

فائدہ: کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد بالاتفاق سنت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن باتوں کی خبر دی ان پر ایمان وتصدیق ان باتوں کی طرح ہے جن کی حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی خبر دی یہ مسلمانوں کا ایک اجماعی اصول ہے۔ کوئی فرقہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کتاب کے ساتھ اس کی مانند سنت بھی دی گئی لہٰذا اگر کوئی مسئلہ قرآن میں نہیں اور حدیث میں ہے تو سمجھ لو گویا قرآن ہی میں ہے۔ کیونکہ حدیث بھی مِثل قرآن ہی کے ہے۔[104] اس کی مفصل ومکمل بحث فقیر کی تصنیف، "فرمانِ نبی فرمانِ خدا" میں ہے۔

تفصیلی جواب اور قرآن میں ذکرِ قبر:

قرآن میں بھی کئی جگہ ذکر قبر اور برزخ کا بیان ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(ا) وَ لَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ الخ[105] کاش تم دیکھتے جب ظالم موت کی بے ہوشیوں میں ہوں اور فرشتے انھیں ہاتھ پھیلا کر مار رہے ہوں اور ان سے کہہ رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں اس وجہ سے ذلت والا عذاب دیا جارہا ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھا کرتے تھے۔ اور اس کی نشانیوں سے کترایا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ باتیں فرشتے موت کے وقت مرنے والوں سے کہہ رہے ہیں فرشتے سچے ہوتے ہیں۔

اگر یہ عذاب ان سے دنیا میں مرتے ہی ختم ہو جاتا تو یہ جملہ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ[106]: آج تمہیں عذاب دیا جارہا ہے صحیح نہ ہوتا۔

---

102) النساء: 113

103) النساء: 113

104) سنن أبي داود, كتاب السنة, باب في لزوم السنة, 200/4, رقم الحديث 4604, المكتبة العصرية، صيدا بيروت.

"لہٰذا اگر کوئی مسئلہ قرآن میں نہیں اور حدیث میں ہے تو سمجھ لو گویا قرآن ہی میں ہے" یہ جملہ احادیث مبارکہ میں نہیں ملا۔ بظاہر تو یہی لگ رہا ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے یہ جملہ بطور حدیث لکھا ہے لیکن ممکن ہے مصنف علیہ الرحمہ نے ی جملے بطور حدیث نہ لکھا ہو۔ البتہ حدیث پاک میں یہ ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری نصیحت اور اوامر ونواہی قرآن کی مثل ہیں"۔

سنن أبي داود, كتاب الفرائض, باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات, 170/3, رقم الحديث 3050, المكتبة العصرية، صيدا بيروت.

105) النساء: 113

106) الجاثية: 28

(۲)فرمایا: فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ الخ[107] پھر اللہ نے انھیں ان کے دھوکوں کی برائیوں سے بچالیا۔اور آلِ فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔یہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اے آلِ فرعون سخت ترین عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

فائدہ: اس آیت میں صراحت سے قبر و آخرت کے عذاب کا بیان ہے۔

(۳)فرمایا: فَذَرْهُمْ حَتّٰى الخ[108] انھیں چھوڑ دو جب تک یہ اپنے اس دن کو نہ پالیں جس دن ان پر موت کی بے ہوشی چھا جائے گی، جس دن ان کی تدبیر کام نہ آسکے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔بلاشبہ ظالموں کیلئے اس سے علاوہ بھی عذاب ہے۔لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

فائدہ: اس آیت میں دو احتمال ہیں کہ یا تو دنیوی عذاب و قتل وغیرہ مراد ہو یا برزخ والا عذاب مگر دوسرا احتمال زیادہ ظاہر ہے۔کیونکہ بہت سے ظالم مر گئے اور انھیں دنیا میں عذاب نہیں دیا گیا۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ زیادہ ظاہر ہے جو مر گیا اسے قبر میں عذاب ہے۔اور جو باقی رہ گیا اسے دنیا میں قتل وغیرہ کا عذاب ہے۔پس یہ دنیوی اور قبر والے عذاب کی وعید ہے۔

(۴)فرمایا: وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى الخ[109] اور ہم انھیں بڑے عذاب کے علاوہ چھوٹا عذاب بھی چکھائے بغیر نہ رہیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔

فائدہ: اس آیت سے ایک جماعت نے (جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں) عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے بعض نے کہا اس سے دنیوی عذاب مراد ہو سکتا ہے جو انھیں کفر سے رجوع کی دعوت دیتا ہے۔بظاہر یہ بات ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے چھپی ہوئی نہ ہوگی۔مگر چونکہ آپ کو فہم قرآن میں خاص کمال حاصل تھا اس لئے آپ نے اس سے عذاب قبر سمجھا کیونکہ اس میں حق تعالیٰ نے بتایا کہ ان پر دو قسم کے عذاب ہیں۔بڑا اور چھوٹا اور یہ بھی بتایا کہ بعض کو چھوٹا عذاب چکھایا جائے گا تاکہ رجوع کریں۔معلوم ہوا کہ چھوٹے عذاب میں کچھ باقی ہے جو دنیوی عذاب کے بعد ملے گا۔اسی وجہ سے مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى کے الفاظ استعمال کئے۔من تبعیضیہ ہے عذاب ادنی کو براہ راست بغیر من کے مفعول نہیں بنایا۔جیسے اس حدیث میں ہے۔پھر اس کے لئے جہنم کا ایک سوراخ کھول دیا جائے گا جس سے اس کی کچھ گرمی اور لپٹیں آئیں گی۔کیونکہ اس سے جہنم کی بعض حرارت و لُو آئے گی۔زیادہ تر عذاب تو آخرت کے لئے باقی رہیگا۔اسی طرح دنیا میں کافروں نے بعض عذاب کو دیکھا ہے اور عذاب کا زیادہ تر حصہ آگے کیلئے باقی رہ گیا ہے۔

(۵)اور فرمایا: فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ الخ[110] پھر جب جان حلق میں آکر اٹک جاتی ہے۔اور تم اس وقت تکتے رہ جاتے ہو اور ہم تم سے زیادہ اس سے قریب ہوتے ہیں۔لیکن تم دیکھتے نہیں۔اگر تمہیں بدلہ دیئے جانے والا نہیں اور تم اس میں سچے ہو تو جان کو لوٹا کیوں نہیں دیتے۔پھر یا تو وہ مُقَرَّب (قریب) ہوگا تو اس کے لئے راحت روزی اور نعمت والی جنت ہے یا دائیں جانب والوں میں سے ہوگا۔تو کہا جائے گا کہ اے دائیں جانب والے تیرے لئے سلامتی ہے۔یا

---

107) مومن: 40
108) الطور: 45
109) السجدہ: 21
110) الواقع: 86

جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہوگا تو اس کی گرم پانی سے جہنم میں داخل کرکے تواضع ہوگی۔ بلاشبہ یہ قطعی سچی اور یقینی بات ہے۔ لہٰذا آپ اپنے عظیم رب کی پاکی بیان کرتے رہیں۔

فائدہ: اس آیت میں موت کے وقت روحوں کے احکام کا بیان ہے۔ اور اسی سورت کے شروع میں زندگی بعد الموت والے احکام کا بیان ہے مگر انھیں انجام وغایت اور اہمیت کے اعتبار سے ان پر مقدم کیا اور موت کے وقت بھی زندگی بعد الموت کے وقت کی طرح تین قسمیں بیان کیں۔ مثلاً

(۶) فرمایا: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ٥ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ٥وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ [111] (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ والفجر)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا تیرا رب بھی تجھ سے راضی ہے پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ یہ کس وقت روح کو خطاب ہے بعض نے کہا موت کے وقت۔

ظاہری مضمون سے بھی یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ خطاب روح سے اس وقت ہے جب اُسے بدن سے علیٰحدہ کیا جارہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ راضی خوشی نِکل کہ تیرا رب تجھ سے ہے۔ اس کی تائید حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے وقت کے الفاظ بھی کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ مجھے رفیق اعلیٰ وبلند قدر دوستوں میں شامل فرما۔[112] اس طرح متعدد احادیث مبارکہ میں اس قسم کی روایات موجود ہیں۔ تفصیل فقیر نے "تفسیرِ اُویسی" میں عرض کردی ہے۔

(۷) فرمایا اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ٥حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ [113] تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

فائدہ: مقابر مقبرہ کی جمع یعنی قبور۔ حاشیہ محمود الحسن دیوبندی میں ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ دو قبیلے اپنے جتھے کی کثرت پر فخر کر رہے تھے جب مقابلہ کے وقت ایک کے آدمی دوسرے سے کم رہے تو اس نے کہا کہ ہمارے اتنے آدمی لڑائی میں مارے جاچکے ہیں چل کر قبریں شمار کرلو وہاں پتہ لگے گا کہ ہمارا جتھا تم سے کتنا زیادہ ہے اور ہم میں کیسے کیسے نامور گزر چکے ہیں یہ کہہ کر قبریں شمار کرنے لگے اس جہالت وغفلت پر متنبہ کرنے کے لئے یہ سورت نازل ہوئی۔

اس آیت میں بھی قبر کا صریح ذکر ہے۔

(۸) فرمایا: كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ [114] (پارہ نمبر ۲۸ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳)

---

111) الفجر: 27إلي 30

112) صحيح البخاري, كتاب المغازي, باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته, 10/6, رقم الحديث 4437, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422هـ.

113) التكاثر: 1إلي 2

114) الممتحنه: 13

جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

فائدہ: اس آیت میں بھی قبر صَرِیح(ظاہر) ذکر ہے۔

انتباہ: اس سے ثابت ہوا کہ قبر والوں سے مایوس ہو جانا کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتے کافروں کا عقیدہ ہے۔ مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر والے صالحین بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔[115] اب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "الاستمداد باھل الامداد" پڑھئے۔

احادیث مبارکہ

قرآنی دلائل کے بعد کسی دیگر دلیل کی اہل اسلام کو تو کوئی ضرورت نہیں لیکن چونکہ قرآن مجید کی بہتر تفسیر اقوالِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اسی لئے تبرکاً چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں گزرے۔ اور ہم لوگ ہمراہ تھے تو ناگہاں خچر اس طرح بدک گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرادینے کے قریب ہو گیا، اچانک وہاں چھ یا پانچ قبریں نظر آئیں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ جی ہاں مجھے معلوم ہے یہ ان مشرکین کی قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قبر والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں مبتلا ہے۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب سنادے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔ تو ہم لوگوں نے کہا کہ ہم جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ تو سب نے کہا کہ ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ فتنۂ دجال سے پناہ مانگو۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم دجال کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔[116] (رواہ مسلم، مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں دو فرشتے (منکر و نکیر) آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے لہٰذا اسکو جنّتی بچھونے پر سلاؤ۔ اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ۔ اور اس کی طرف جنت

115) صحیح مسلم, کتاب الإیمان, باب الإسراء برسول الله صلى الله علیه وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات, 145/1, رقم الحدیث 162, دار إحیاء التراث العربي بیروت.

116) صحیح مسلم, کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها, باب عرض مقعد المیت من الجنة أو النار علیه إلخ, 2199/4, رقم الحدیث 2867, دار إحیاء التراث العربي بیروت.

مشكاة المصابیح, کتاب الإیمان, باب إثبات عذاب القبر, الفصل الأول, 46/1, رقم الحدیث 129, المکتب الإسلامي بیروت, الطبعة الثالثة، 1985.

کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے۔ اور اس کی قبر تاحد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور کافر سے جب منکر ونکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ جانتا ہی نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے۔ ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے جہنم کا بستر بچھاؤ اور اس کو جہنمی لباس پہناؤ۔ اور اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہے۔ اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں داہنی طرف ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اوپر ایک اندھا بہرا (فرشتہ عذاب) لوہے کی ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کر دیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ اس گرز سے پہاڑ کو مارے تو پہاڑ مٹی ہو کر بکھر جائے۔ اُسی گرز سے وہ فرشتۂ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے سب اس مار کو سنتے ہیں۔[117] (رواہ ابو داؤد) (مشکوٰۃ جلد ۱، ص۲۶۔۲۵)

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں ایک اژدھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزی نہ اگائے گی۔[118] (مشکوۃ، جلد ۱ صفحہ ۲۲)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن میں گئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا چکے اور وہ قبر میں اتارے گئے۔ اور مٹی برابر کر دی گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تکبیر پڑھتے رہے۔ تو کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس بندۂ صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ فرما دیا۔[119] (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۶)

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصوۃ والسلام اپنی صاحبزادی بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن میں تشریف لے گئے۔ اور وہ بکثرت بیمار ہوا کرتی تھیں۔ تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرۂ انور زرد ہو گیا۔ پھر جب قبر سے باہر تشریف لائے تو خوشی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چمکنے لگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ایسا کیوں ہوا؟ تو فرمایا کہ

---

117) سنن أبي داود, كتاب السنة, باب في المسألة في القبر وعذاب القبر, 239/4, رقم الحديث 4753, المكتبة العصرية صيدا بيروت.
مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان, باب إثبات عذاب القبر, الفصل الثاني, 47/1, رقم الحديث 131, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.
118) مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان, باب إثبات عذاب القبر, الفصل الثاني, 48/1, رقم الحديث 134, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.
119) مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان, باب إثبات عذاب القبر, الفصل الثالث, 49/1, رقم الحديث 135, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.

قبر نے میری بیٹی کو ایک مرتبہ دبوچا۔ تو مجھے دبوچنے اور عذابِ قبر کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ پھر ایک فرشتہ نے آکر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف فرمادی۔ تو مجھے اس سے خوشی کے ساتھ اطمینان ہو گیا۔ قبر کا دبوچنا اس زور کا تھا کہ اس کی آواز مشرق و مغرب میں سنی گئی۔[120]

(احیاء العلوم، صفحہ ۴۳۸ جلد ۴)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "قبر کے فریادی" اور "اخبار القبور" کا مطالعہ کریں۔

انتباہ: منکرینِ برزخ آج ہی مان لیں تو فائدہ یہ ہو گا کہ گناہ گار اگر ہیں تو سزا پا کر یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم یا شفاعتِ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے جنت نصیب ہو گی ورنہ دوسرے منکرینِ اسلام کی طرح جناب بھی جہنم کے ٹھکانے کے مزے لوٹیں گے۔

وما علینا إلا البلاغ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۶ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ، قبل صلوٰۃ العصر

120) إحياء علوم الدين, الباب السابع في حقيقة الموت إلخ, بيان سؤال منكر ونكير وصورتهما وضغطة القبر وبقية القول في عذاب, 503/4, دار المعرفة بيروت.